اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ

القران الحکیم ۲:۲۵۸

مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد، امیر جماعت احمدیہ امریکہ

بر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ امریکہ 2024ء

Muslims who believe in the Messiah Mirza Ghulam Ahmad[as] of Qadian

رحم و بخشش کی دُعا

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز میں پڑھنے کے لیے آنحضور ﷺ سے کوئی دعا سکھانے کی درخواست کی۔ حضورؐ نے جو دعا سکھائی اس میں خاص طور پر خدا کی رحمت اور مغفرت طلب کی گئی ہے۔ جیسا کہ اس دعا میں: (تفسیر الدر المنثور للسیوطی)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے یہ دعائیہ آیت اور اس سے پہلے کی تین آیات پڑھ کر ایک بیمار پر دَم کیا وہ اچھا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم یقین و ایمان رکھنے والا انسان یہ آیات پہاڑ پر بھی پڑھے تو وہ جگہ چھوڑ دے۔ (تفسیر قرطبی، جزء2، صفحہ 157)

--- رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

(سورۃ المؤمنون: 119)

اے میرے رب! معاف کر، اور رحم کر اور تو سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔

فرشتگانِ عرش کی مومنوں کے حق میں عاجزانہ دعائیں

صحابہِ رسولؐ بیان کرتے ہیں کہ ہم اکٹھے ہو کر خدا کی عظمت کا تذکرہ کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ میں بھی تمہیں خدا کی عظمت کی ایک بات بتاتا ہوں اور پھر آپؐ نے عرش بردار فرشتوں کا ذکر فرمایا جو خدا تعالیٰ کی عظیم الشان مخلوق ہیں۔

(تفسیر الدر المنثور للسیوطی، جلد5، صفحہ 347)

یحییٰ بن معاذ رازی کہا کرتے تھے کہ ایک فرشتۂ عرش بھی مومنوں کے لیے استغفار کرے تو بخشش کی توقع ہے کجا یہ کہ تمام عرش بردار فرشتے ان کے لیے بخشش طلب کر رہے ہیں۔ (تفسیر قرطبی، جزء15، صفحہ 295)

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(سورۃ المؤمن: 8-10)

اے ہمارے ربّ! ہر ایک چیز کا تو نے اپنی رحمت اور علم سے احاطہ کیا ہوا ہے پس توبہ کرنے والوں کو اور اپنے راستے کے اوپر چلنے والوں کو معاف فرما اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ اے ہمارے ربّ! اور ان کو اور ان کے باپ دادوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں ان کو بھی دائمی جنتوں میں داخل کر، جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے تو غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے۔ اور تو ان کو تمام تکلیفوں سے بچا۔ اور جس کو تو اس دن تکلیفوں سے محفوظ رکھے تو یقیناً تو نے اس پر رحم کیا۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

(خَزِيْنَةُ الدُّعاءِ ، قرآنی دعائیں، صفحات 14-15)

جلد نمبر 3 نبوت۔ فتح 1403 ہش — نومبر تا دسمبر 2024ء ربیع الثانی ۔ جمادی الثانی 1446 ہجری شمارہ نمبر 11-12

اس شمارے میں

ادارتی بورڈ

لکھنے کا پتہ:
Al-Nur@ahmadiyya.us
Editor Al-Nur,
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قِیۡلَ لَکُمۡ تَفَسَّحُوۡا فِی الۡمَجٰلِسِ فَافۡسَحُوۡا یَفۡسَحِ اللّٰہُ لَکُمۡ ۚ وَاِذَا قِیۡلَ انۡشُزُوۡا فَانۡشُزُوۡا یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ۙ وَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ۝ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نَاجَیۡتُمُ الرَّسُوۡلَ فَقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیۡ نَجۡوٰىکُمۡ صَدَقَۃً ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ وَاَطۡھَرُ ؕ فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۝ (سورۃ المجادلہ 58: 12-13)

اردو ترجمہ (بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ):

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہیں یہ کہا جائے کہ مجلسوں میں (دوسروں کے لئے) جگہ کھلی کر دیا کرو تو کھلی کر دیا کرو، اللہ تمہیں کشادگی عطا کرے گا۔ اور جب کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو۔ اللہ ان لوگوں کے درجات بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور خصوصاً ان کے جن کو علم عطا کیا گیا ہے اور اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم رسول سے (کوئی ذاتی) مشورہ کرنا چاہو تو اپنے مشورہ سے پہلے صدقہ دیا کرو۔ یہ بات تمہارے لئے بہتر اور زیادہ پاکیزہ ہے۔ پس اگر تم (اپنے پاس) کچھ نہ پاؤ تو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔
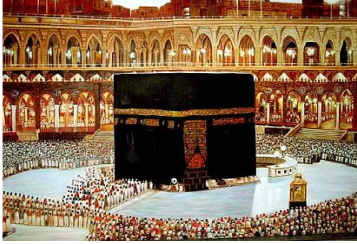
جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہوتا ہے

یُرْوٰى عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَكْثَرَ مَشْوَرَةً لِاَصْحَابِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (ترمذی کتاب الجہاد باب ماجاء فی المشورۃ)۔

(حدیقۃ الصالحین، حدیث 622، صفحہ 583، ایڈیشن 2006ء، مرتبہ حضرت ملک سیف الرحمٰن مرحوم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے زیادہ کسی کو اپنے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

(حدیقۃ الصالحین، حدیث 622، صفحہ 583، ایڈیشن 2006ء، مرتبہ حضرت ملک سیف الرحمٰن مرحوم)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔

(ترمذی، کتاب الادب، باب ان المستشار مؤتمن 2823)

حضرت امّ سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین، حدیث 412، صفحہ 362، ایڈیشن 2006ء، مرتبہ حضرت ملک سیف الرحمٰن مرحوم)

جو شخص میرے ولی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

”بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہوتا اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے، اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک فعل خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے جہاں لوگ ابتلاء میں پڑتے ہیں وہاں یہ امر ہمیشہ ہوتا ہے کہ وہ فعل خدا کے ارادہ سے مطابق نہیں ہوتا۔ خدا کی رضا اس کے برخلاف ہوتی ہے۔ ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے چلتا ہے۔ مثلاً غصّہ میں آکر کوئی ایسا فعل اس سے سرزد ہو جاتا ہے جس سے مقدمات بن جایا کرتے ہیں۔ فوجداریاں ہو جاتی ہیں، مگر اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کہ بلا استصواب کتاب اللہ اس کا حرکت و سکون نہ ہو گا۔ اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا، تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی جیسے فرمایا: وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (سورۃ الانعام 6:60)

سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ ہم مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا لیکن جو اپنے جذبات کا تابع ہے وہ ضرور نقصان ہی میں پڑے گا۔ بسا اوقات وہ اس جگہ مواخذہ میں پڑے گا۔ سو اس کے مقابل اللہ نے فرمایا کہ ولی جو میرے ساتھ بولتے چلتے کام کرتے ہیں وہ گویا اس میں محو ہیں۔ سو جس قدر کوئی محویت میں کم ہے وہ اتنا ہی خدا سے دور ہے۔ لیکن اگر اس کی محویت ویسی ہی ہے جیسے خدا نے فرمایا تو اس کے ایمان کا اندازہ نہیں۔ ان کی حمایت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے 'مَنْ عَادَ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ' (الحدیث) جو شخص میرے ولی کا مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ اب دیکھ لو کہ متقی کی شان کس قدر بلند ہے اور اس کا پایہ کس قدر عالی ہے جس کا قرب خدا کی جناب میں ایسا ہے کہ اس کا ستایا جانا خدا کا ستایا جانا ہے۔ تو خدا اس کا کس قدر معاون و مددگار ہو گا۔“ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحات 9-10، ایڈیشن 1988ء)

شانِ احمد عربی صلّی اللہ علیہ وسلّم

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے	کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا	سب سے بڑھ کر مقامِ احمدؐ ہے
باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا	میرا بُستاں کلامِ احمدؐ ہے
ابنِ مریمؑ کے ذِکر کو چھوڑو	اس سے بہتر غُلامِ احمد ہے

اشاریہ خطباتِ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

20/ستمبر 2024ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ(سرے)،یوکے	غزوۂ خندق کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان۔ ☆... درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے اُمور بھی ظاہر ہوتے ہیں کہ جو بشری طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ☆... آپؐ نے فرمایا کہ اے مومنو کی جماعت! اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے ساتھ خوش ہو جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ مَیں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا ہوں گا اور اس کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور قیصر و کسریٰ ضرور ہلاک ہو جائیں گے۔ ☆... خدام الاحمدیہ کا اجتماع بھی شروع ہو رہا ہے۔ خدام اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ ☆... جن دعاؤں اور درود کی طرف مَیں نے توجہ دلائی تھی اور تحریک کی تھی ان دنوں میں اس طرف خاص توجہ رکھیں اور ہمیشہ انہیں دہراتے رہیں۔ ☆... مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب (واقفِ زندگی) آف ربوہ، مکرم ڈاکٹر شیخ ریاض الحسن صاحب ابن مکرم بریگیڈیئر ڈاکٹر ضیاء الحسن صاحب مرحوم، مکرم پروفیسر عبدالجلیل صادق صاحب آف ربوہ اور مکرم ماسٹر منیر احمد صاحب آف جھنگ کا ذکر خیر اور نمازہ جنازہ غائب۔ https://www.alfazl.com/2024/09/23/106292/
27/ستمبر، 2024ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ(سرے)، یوکے	غزوۂ خندق کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان۔ ☆... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کا بھی آپؐ سے وفا کا عجیب رنگ تھا اس طرح وہ اپنے آپ کو پیش کر رہے ہیں اور دوسری طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات پر ان سب کو ترجیح دے رہے تھے۔ ایسے شجاع کہ اپنی جان کا کوئی فکر نہیں اہل مدینہ کا فکر ہے اور اس کے لیے اکثر خود جگہ جگہ موجود ہوتے ہیں اور کبھی بظاہر آرام کرنے کے لیے خیمہ میں تشریف لاتے بھی ہیں تو اس کا اکثر حصہ خدا کے حضور سر بسجود ہو کر دعائیں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ☆... حضرت صفیہؓ نے خود آگے نکل کر اس یہودی کا مقابلہ کیا، اسے مار کر گرا دیا اور اس کا سَر کاٹ کر یہودیوں کی طرف گرا دیا۔ ☆... حضرت علیؓ کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنے کا واقعہ۔ ☆... آج سے لجنہ اور انصار کے اجتماع بھی شروع ہو رہے ہیں۔ ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں میں بہت وقت گزاریں، درود پڑھنے کی طرف توجہ رکھیں۔ https://www.alfazl.com/2024/09/30/106888/
4/اکتوبر، 2024ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ(سرے)، یوکے	غزوۂ خندق کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان نیز دنیا کے حالات اور پاکستان و بنگلہ دیش کے احمدیوں کے لیے دعاؤں کی تحریک۔

☆... نمازیں وقت پر ادا نہ کیے جانے کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو اتنا صدمہ ہؤا کہ آپؐ نے فرمایا خدا کفار کو سزا دے انہوں نے ہماری نمازیں ضائع کیں۔ ☆... دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ترین چیز آپؐ کے لیے خدا کی عبادت تھی۔ ☆... صبح سفیدی نمودار ہونے سے پہلے سارا میدان خالی ہو گیا اور ایک فوری اور محیر العقول تغیّر کے طور پر مسلمان مفتوح ہوتے ہوتے فاتح بن گئے۔ ☆... دنیا کے حالات نیز پاکستان اور بنگلہ دیش کے احمدیوں کے لیے دعاؤں کی تحریک۔ ☆... ہمیں اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنا ہو گا اور دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ دینی ہو گی۔ اس کی طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہیے۔ https://www.alfazl.com/2024/10/07/107426/	
غزوۂ خندق اور غزوۂ بنو قریظہ کے تناظر میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان۔ اس لڑائی میں قبیلہ اوس کے رئیس اعظم سعد بن معاذؓ کو ایسا کاری زخم آیا کہ وہ بالآخر اس سے جانبر نہ ہو سکے۔ ☆... لشکر کفار کے چلے جانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہؓ کو واپسی کا حکم دیا اور مسلمان میدان کارزار سے اُٹھ کر مدینہ میں داخل ہو گئے۔ ☆... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اعلان کروایا کہ بنو قریظہ کی طرف نکل پڑیں اور عصر کی نماز وہیں پڑھیں۔ چنانچہ اعلان سنتے ہی صحابہ تیزی سے نکل پڑے۔ ☆... حضرت ابولبابہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری توبہ تو یہ ہے کہ میں اپنی قوم کے ان گھروں کو چھوڑ دوں جن میں مجھ سے گناہ سرزد ہؤا ہے اور میں اپنا سارے کا سارا مال اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں صدقہ کر دوں۔ ☆... پاکستان، بنگلہ دیش، الجزائر اور سوڈان کے احمدیوں نیز بڑی طاقتوں کے ہاتھوں کو ظلم سے باز رہنے کے حوالے سے دعاؤں کی تحریک۔ https://www.alfazl.com/2024/10/14/107982/	11/اکتوبر ، 2024ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ (سرے)،یوکے
مسجد فضل لندن کے سنگِ بنیاد پر ایک صدی مکمل ہونے کے حوالے سے مسجد فضل کی تاریخ کا مختصر بیان۔ ☆... مسجد فضل کی ایک تاریخی حیثیت ہے، اس لحاظ سے کہ یہ جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ہے جو عیسائیت کے گڑھ میں بنائی گئی تھی اور پھر یہاں سے اسلام کی حقیقی تعلیم اور تبلیغ لوگوں میں وسیع پیمانے پر شروع ہوئی۔ ☆... آج ہم سَو سال پورا ہونے پر تقریب منعقد کر رہے ہیں مگر یہ کوئی دنیاوی تقریب نہیں۔ ☆... یہ مسجد وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے لوگ جمع ہوں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور آپس میں ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ اپنی روحانی اصلاح بھی کریں، اپنے اخلاق بھی بلند کریں۔ ☆... آج ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے ہوں، اس کی مخلوق کے حق ادا کرنے والے بنیں۔ اگر ایسا ہو گا تو تب ہی ہم اس دنیا کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنانے والے ہوں گے۔ https://www.alfazl.com/2024/10/21/108379/	18/اکتوبر ، 2024ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ (سرے)،یوکے

روحانی سورج کا کام دینے والی مسجد فضل لندن

حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ، مدیر اعلیٰ الفضل انٹرنیشنل، لندن

اللہ تعالیٰ کی تقدیر بھی عجیب طرح کام کرتی ہے۔ ۱۸۸۹ء میں جب ہندوستان کے ایک دُور دراز علاقے سے تعلق رکھنے والا اُس کا پیارا مسیح منشائے الٰہی کے تحت لدھیانے میں تکمیلِ اشاعتِ اسلام کی داغ بیل ڈال رہا تھا۔ اسی سال مدبّر بالارادہ خدا اُس وقت کی عالمی طاقت یعنی سلطنتِ برطانیہ کے دارالحکومت لندن کے زرخیز نواحی علاقے کی آبادی کے راستے ہموار کر رہا تھا تاکہ مستقبل میں وہ اسلام کی نورانی کرنوں کو چہار دانگ عالم میں پھیلانے اور اس کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہو۔ خاکسار کی مراد ویمبلڈن Parish میں واقع ساؤتھ فیلڈز میں جو اَب تک زراعت اور فارمنگ کے کام آتا تھا جون ۱۸۸۹ء میں ڈسٹرکٹ ریلوے کا اسٹیشن کھلنے سے ہے جس کے بعد یہاں دھڑا دھڑ مکانات کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہی وہ علاقہ تھا جہاں پینتیس سال بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے خلیفہ اور فرزندِ ارجمند حضرت فضل عمرؓ نے لندن کی پہلی مسجد یعنی مسجد فضل کا سنگِ بنیاد رکھنا تھا۔ یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ ۱۸۸۹ء میں ہی وہ موعود وجود بھی پیدا ہوتا ہے جس نے کفر کے اس مرکز میں مسجد کی بنیاد ڈالنی تھی۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے خود اس مسجد اور اس کے ذریعے مستقبل میں ہونے والی اسلام کی ترقیات کو خدا تعالیٰ اور اُس کی وحی والہام کی سچائی پر ایک دلیل قرار دیا۔ حضورؓ نے ۲۴؍ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو مسجد فضل کے مقام پر پڑھے جانے والے پہلے جمعہ کے بصیرت افروز خطبے میں فرمایا: ”جب ایسی ترقی ہو۔ اور ایسے حالات کے ماتحت ہو۔ جو انسانی اندازہ اور قیاس و فکر کے خلاف ہو، یعنے کوئی حالات اور اسباب ایسے نہ ہوں۔ جن کے ماتحت وہ ترقی ہو سکتی ہو۔ اور قبل از وقت اس ترقی کا اندازہ اور قیاس کیا جا سکتا ہو۔ تو وہ ترقی خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام کے ماننے پر مجبور کر دیتی ہے اور اس بات پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرتی ہے کہ کوئی بالاتر ہستی ہے۔ اور وہ عالم الغیب اور مدبّر بالارادہ ہستی ہے۔“

حضورؓ نے فرمایا:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اسلام کی ترقی کی پیش گوئی کی ہے۔ اسلام کو ایک کامیابی آپؐ کے اور صحابہؓ کے عہد میں ہوئی اور وہ بہت بڑی کامیابی تھی مگر آخری زمانہ کے متعلق بھی اس کی ترقی اور کامیابی کی ایک پیش گوئی ہے اور اسلام اپنی تعلیم کے کمالات اور دلائل و براہین سے کل ادیان پر غالب آئے گا۔ وہ علمی اور عملی سچائیوں کے ساتھ غالب ہو گا۔

... آج تم دیکھو کہ ان ترقیات کے آثار پیدا ہو چکے ہیں۔ یکدم تبدیلیاں نہیں ہوا کرتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائے دعویٰ میں جو حالت تھی اس پر غور کرو اور آج جو حالات پیدا ہو چکے ہیں ان کو دیکھو کہ وہ بیج جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے بویا گیا باوجود یہ کہ تمام قومیں اور حکومت بھی چاہتی تھی کہ اس بیج کو تباہ کر دیا جائے مگر وہ بڑھا اور پھلا اور اب وہ وقت آ رہا ہے کہ اس کے لذیذ اور شیریں اثمار دنیا میں اسلام کے لئے ایک کامل غلبہ کی رَو کو پیدا کریں۔ ... یہ ظاہر ہے کہ تغیرات ہو رہے ہیں۔ انہیں تغیرات میں سے ایک یہ مسجد بھی ہے۔ سو سال پہلے یہ خیال بھی نہ آتا ہو گا کہ لندن میں مسجد بنائی جائے۔ ... اب اس تغیر کو دیکھتے ہوئے یقین ہو جاتا ہے کہ وہ بیج جو حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک اور مقدس ہاتھوں نے خدا سے علم پا کر بویا تھا۔ اس کا درخت اب نکل رہا ہے۔“

(خطباتِ محمود، جلد ۸، صفحہ ۵۱۶ تا ۵۲۰)

ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے میں غلبۂ اسلام کی جو پیشگوئی فرمائی اس کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے رکھی اور اس کی تکمیل خلافتِ احمدیہ کی زیرِ قیادت مقدر ہے۔ جہاں دلائل و براہین کے میدان میں فتح و ظفر کی کلید مسیح موعودؑ اور خلافتِ احمدیہ کے ہاتھوں میں دی گئی وہاں خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت بھی اُس کی جماعت کے ساتھ دکھائی دیتی ہے۔ چنانچہ تاریخ نے ثابت کیا کہ مسجد فضل کا قیام اور اس کے توسط سے ہونے والی ترقیات قویٌ وعزیز خدا کی تائیدات میں سے جلی حروف میں لکھا جانے والا ایک عظیم الشان نشان ہے۔

جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا خطبہ جمعہ سے واضح ہے کہ اس مسجد کا قیام ایسے حالات میں ہوا جن کا قیاس اور اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ برلن میں اُس وقت مسجد کا تعمیر نہ ہو پانا، انڈین روپے کی نسبت پاؤنڈ کی وقعت میں کمی کا ہو جانا، حضرت مصلح موعودؓ کی جانب سے چودہ پندرہ ہزار کی بجائے تیس ہزار کی رقم لکھا جانا، قرض کی جگہ 'چندہ' فرما دینا، مسیح پاک کی درویش جماعت خصوصاً خواتین کو ایک خطیر رقم کی قربانی کی توفیق ملنا، برطانیہ میں مسجد کے لیے مناسب جگہ کا میسر آ جانا، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا بنفسِ نفیس ویمبلے کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن کا سفر فرمانا اور پھر یہ فیصلہ فرمانا کہ آپؓ اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھیں گے سب کچھ ایک خاص الٰہی تقدیر کے ماتحت ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

اللہ کے پیاروں کے بارے میں کیا خوب کہا جاتا ہے کہ گفتۂ او گفتۂ اللہ بود۔ آج سو سال بعد مسجد فضل کے سنگِ بنیاد کے موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا عطا فرمودہ پیغام اور اُس میں کی جانے والی دعا پڑھ کر ایسے محسوس ہوتا ہے گویا اللہ کے خلیفہ کو اس مسجد کا مستقبل کشفی آنکھ سے دکھایا جا رہا تھا۔ حضورؓ نے فرمایا:

"اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ ھو الناصر

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

"مَیں میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ جس کا مرکز قادیان پنجاب ہندوستان ہے۔ خدا کی رضا کے حصول کے لیے اور اس غرض سے کہ خدا تعالیٰ کا ذکر انگلستان میں بلند ہو اور انگلستان کے لوگ بھی اس برکت سے حصہ پاویں جو ہمیں ملی ہے آج ۲۰ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ کو اس مسجد کی بنیاد رکھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمام جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے اور اس مسجد کی آبادی کے سامان پیدا کرے اور ہمیشہ کے لیے اس مسجد کو نیکی، تقویٰ، انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنائے اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد مسیح موعود نبی اللہ بروز و نائب محمد علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لیے روحانی سورج کا کام دے۔ اے خدا تُو ایسا ہی کر۔

۱۹/ اکتوبر ۱۹۲۴ء"

تاریخ نے گواہی دی کہ یہ دعا حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ مسجد فضل آغاز سے ہی آباد ہوئی اور آباد ہے، یہ نیکی، تقویٰ، انصاف اور محبت کے خیالات پھیلانے کا مرکز بنی، مغربی ممالک اور افریقہ میں اسلام کی نورانی کرنوں کو پھیلانے کی غرض سے سفر کرنے والے مبلغینِ کرام قادیان سے روانہ ہو کر یہاں کچھ عرصہ قیام کرتے اور پھر اپنی اپنی منزل مقصود کو روانہ ہوتے نیز اسے کئی لحاظ سے برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخی خدمات بجالانے کا موقع ملا۔
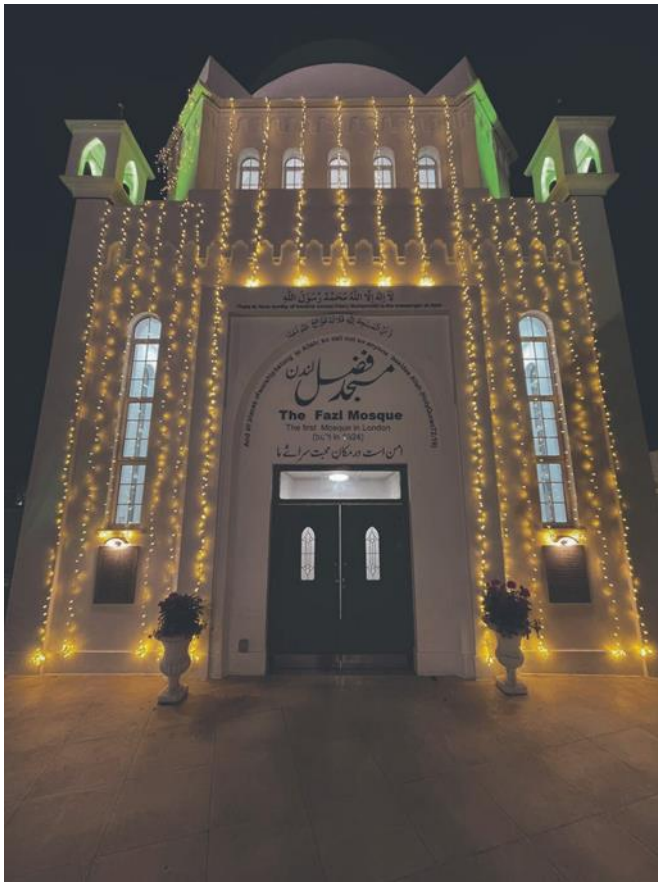
اس مسجد کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ چار خلفائے کرام نے اس مسجد میں نمازیں پڑھائیں۔ خلفائے کرام جب مغربی ممالک کے دوروں پر تشریف لاتے تو اس مسجد میں بھی قیام فرماتے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جب ۱۹۵۵ء میں دورۂ یورپ پر تشریف لائے تو مسجد فضل میں قیام فرمایا، مبلغین کی عالمی کانفرنس کا انعقاد فرمایا، سرکردہ شخصیات سے ملاقات فرمائی اور متعدد احباب نے حضور کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ۱۹۶۷ء، ۱۹۷۰ء، ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۵ء، ۱۹۷۶ء، ۱۹۷۸ء اور ۱۹۸۰ء میں اپنے دوروں کے دوران مسجد فضل میں بھی قیام فرمایا۔ یہ مسجد فضل ہی تھی جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے دورۂ مغربی افریقہ سے واپسی پر ۲۴؍مئی ۱۹۷۰ء کو ''نصرت جہاں آگے بڑھو'' سکیم کا اعلان فرمایا۔ آج افریقہ کے متعدد ممالک میں اس سکیم کی برکت سے افریقی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے سکول اور صحت کی سہولیات فراہم کرنے کے لیے ہسپتال اور کلینکس کھل چکے ہیں۔

مسجد فضل لندن میں سلسلہ احمدیہ کا تابناک دَور اُس وقت شروع ہوتا ہے جب ۳۰؍اپریل ۱۹۸۴ء کو حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ مسجد مبارک ربوہ (پاکستان) سے ہجرت کر کے مسجد فضل لندن تشریف لائے۔ ابتدائی طور پر یہ ہجرت عارضی تھی لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اگرچہ پاکستان میں حکومتِ وقت کی جانب سے ایسے قوانین متعارف کروائے گئے جن کی موجودگی میں خلیفۃ المسیح کے لیے اپنے فرائض کی بلا روک ٹوک ادائیگی ناممکن بنادی گئی لیکن خدائے واحد و یگانہ نے آنے والے وقت میں جماعت احمدیہ کو خلافتِ احمدیہ کی بے مثال قیادت میں عظیم الشان ترقیات نصیب فرمائیں۔ دشمن احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو جڑ سے اکھیڑنا چاہتا تھا۔ ۱۹۸۴ء میں جماعت احمدیہ کے نوّے کے قریب ممالک میں نفوذ کی نسبت اب یہ تعداد دو سو ممالک سے تجاوز کر چکی ہے۔ معاندین احمدیوں کو اُن کے خلیفہ سے دُور کر کے جماعت کا شیرازہ بکھیرنا چاہتے تھے لیکن لندن آنے کے کچھ ماہ بعد سے ہی خلیفۂ وقت کے خطبات و خطابات آڈیو کیسٹس کے ذریعے چند دنوں میں پوری دنیا میں بسنے والے احمدیوں تک پہنچ جاتے اور وہ اپنے امام کی آواز کو سن لیتے۔

یہ مسجد فضل ہی تھی جس میں کھڑے ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جنرل ضیاء الحق کو مباہلے کا چیلنج دیا اور چند دن کے اندر اندر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے خلیفہ کے الفاظ کو پورا فرمایا اور یہ فرعونِ وقت اپنے کیفرِ کردار کو پہنچا۔

خلافتِ احمدیہ کا قیام اس وقت مسجد فضل میں ہی تھا جب جماعت احمدیہ نے **۲۳؍مارچ ۱۹۸۹ء کو کمال شان و شوکت اور کامیابیوں کے ساتھ اپنی پہلی صدی مکمل** کی اور عظیم روحانی پروگرام لے کر دوسری صدی میں داخل ہوئی۔

دشمن خلافت کی آواز کو دبانا چاہتا تھا لیکن یہ مسجد فضل ہی تھی جہاں سے ۱۹۹۴ء میں جماعت احمدیہ کو دنیا کا پہلا اسلامی ٹیلی ویژن چینل 'مسلم ٹیلیویژن احمدیہ' (MTA) شروع کرنے کی توفیق ملی جس کے توسط سے دنیا بھر میں بسنے والے احمدی خلیفۂ وقت سے براہِ راست فیض پانے کے قابل ہوئے۔

مسجد فضل کی ایک بہت بڑی سعادت یہ بھی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ۲۲؍اپریل ۲۰۰۳ء کو یہاں مجلس انتخابِ خلافت کا اجلاس ہوا اور ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ حضورِ انور ۱۵؍اپریل ۲۰۱۹ء کو مسجد فضل سے اسلام آباد ٹلفورڈ منتقل ہو گئے۔ خلافتِ خامسہ کے مسجد فضل میں قیام کے سولہ سال جماعت احمدیہ کی وسیع ترقیات، خدمتِ اسلام، خدمتِ قرآن، خدمتِ انسانیت، امنِ عالم کا پیغام دنیا میں پھیلانے اور دنیا کو تباہی سے بچانے نیز دعاؤں پر خاص زور دینے سمیت ایسے عظیم الشان کارناموں سے عبارت ہیں جن کے شمار کے لیے سینکڑوں صفحات بھی ناکافی ہیں۔

مسجد فضل لندن کے سنگِ بنیاد کے وقت اللہ تعالیٰ کے خلیفہ نے جو الٰہی نوشتہ اپنے قلم سے رقم فرمایا اس کی تاریخ پر طائرانہ نگاہ ڈالنے سے ہی اُس کے حرف حرف کی سچائی ثابت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچے دل سے مسجد کا حق ادا کرنے یعنی اس کو ہمیشہ آباد رکھنے اور خلافتِ احمدیہ کے سائے میں اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فتح و نصرت کا نشاں

طاہرہ زرتشت نازؔ

فضل مسجد تُو بنی ہے فتح و نصرت کا نشاں
تیرے میناروں سے پھیلی امن و راحت کی اذاں

ہم نے خود آنکھوں سے دیکھا ہے فرشتوں کا نزول
ہر دعا محمودؓ کی مولا نے کر لی ہے قبول

تیرے دامن میں بسیرا طاہر و مسرور کا
دیکھا ہو گا تُو نے خود جلوہ بھی کوہِ طور کا

تیرے دم سے ہو گئی پُر نور مغرب کی فضا
جہل کی تاریکیوں سے نور کا رستہ مِلا

کتنی پیاری ہستیوں سے آنکھ ہے واقف تری
جن کی ساری زندگی راہِ خدا میں وقف تھی

آنکھ سے میری بھی آنسُو آج ٹپکے ہیں ضرور
ہیں خوشی اور حمد کے ، باری تعالیٰ کے حضور

میرے آقا کو مبارک فضل و احساں کی صدی
نیز بڑھتا ہی رہے دینِ محمدؐ ہر گھڑی

اے مسیحاؑ! تجھ پہ مولا رحمتیں نازل کرے
تیرے ہر اِک مقتدی کی معرفت کامل کرے

مالی قربانی۔ چندہ وقف جدید احمدی بچوں اور بچیوں کی پہچان

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"یہ سکیم زیادہ تر پاکستان بنگلہ دیش وغیرہ میں شروع تھی اور خلیفہ وقت کے مخاطب عموماً وہیں کے احمدی ہوتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے پاکستانی احمدی بچوں کو کہا تھا کہ تم وقف جدید کا بوجھ اٹھاؤ اور اپنے بڑوں کو بتا دو کہ احمدی بچے بھی جب ایک فیصلہ کر کے کھڑے ہو جائیں تو بڑے بڑے انقلاب لانے میں مددگار بن جاتے ہیں۔ چنانچہ احمدی بچوں اور بچیوں نے اس اعلان کے بعد جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا تھا اور جو کام بچوں کے سپرد کیا تھا ایک دوسرے سے بڑھ کر مالی قربانیاں دینے کی کوششیں کیں اور وقف جدید کا چندہ اطفال و ناصرات کے چندے کے نام سے احمدی بچوں اور بچیوں کی پہچان بن گیا۔ بچوں کی آمدنی تو کوئی نہیں ہوتی، وہ تو اپنے جیب خرچ میں سے جب کوئی بڑا ان کو پیسے دے دے تو اس میں سے چندہ دے دیتے ہیں یا بعض والدین بھی ان کی طرف سے دیتے ہیں۔ لیکن یہ بچوں کا جوش اور جذبہ ہے کہ پاکستان میں وقف جدید کے چندوں میں بچوں کی جو شمولیت ہے وہ بڑوں کی شمولیت کا قریباً نصف ہے۔ گو کہ میرے خیال میں یہاں بھی اضافے کی بڑی گنجائش ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تسلی بھی ہے کہ ایسے بچے جن کو اس طرح بچپن میں مالی قربانی کی عادت پڑ جائے وہ آئندہ نسلوں کی قربانیوں کی ضمانت بن جایا کرتے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ روح ہمارے بچوں میں بڑھتی چلی جائے اور اب جب کہ یہ وقف جدید کی تحریک تمام دنیا میں رائج ہے تو بچے بھی اور ماں باپ بھی اور سیکرٹریان وقف جدید بھی اس طرف خاص توجہ کریں۔ ... جو بچے اس مادی دور میں اس طرح قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں گے، اس طرح قربانی کرتے ہوئے پروان چڑھیں گے، وہ نہ صرف جماعت کا بہترین وجود بنیں گے بلکہ اپنے روشن مستقبل کی بھی ضمانت بن جائیں گے۔ لہو و لعب سے بچتے ہوئے، فضولیات سے بچتے ہوئے، لغویات سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں گے۔ پس ہمیشہ اس بات کو بڑے بھی یاد رکھیں اور بچے بھی، عورتیں بھی اور مرد بھی کہ انقلاب قربانیوں سے ہی آتے ہیں اور اس زمانے میں جب ہر طرف مادیت کا دور دورہ ہے مالی قربانی نفس کی اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ بچوں کی خواہشات بھی ہیں اور بڑوں کی خواہشات بھی ہیں لیکن اپنی خواہشات کو دبا کر خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مالی قربانی اس زمانے میں ایک بہت بڑا جہاد ہے۔ دنیاوی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے خرچ کرنا تو آسان ہے لیکن دینی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مالی قربانی دینا یقیناً ایک جہاد ہے۔

پھر دوسری بات مَیں نومبائعین سے بھی کہنا چاہتا ہوں اور نومبائعین کو سنبھالنے والوں سے بھی کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ نومبائعین کی جماعت سے تعلق میں مضبوطی تبھی پیدا ہوتی ہے جب وہ مالی قربانی میں شامل ہوتے ہیں۔ جب وہ اس اصل کو سمجھ جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ایک ذریعہ مالی قربانی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو نومبائعین اس حقیقت کو سمجھ گئے ہیں وہ جماعت سے تعلق، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت اور اخلاص اور آنحضرت ﷺ کے عشق میں فنا ہونے کی منازل دوڑتے ہوئے طے کر رہے ہیں۔ بعض نومبائعین قربانیوں میں اوّل درجے کے شمار ہونے کے بعد بھی لکھتے ہیں کہ یہ قربانی ہم نے دی ہے لیکن حسرت ہے کہ کچھ نہیں کر سکے۔ انہیں یہ احساس ہے کہ ہم دیر سے شامل ہوئے تو قربانیاں کرتے ہوئے اُن منزلوں پر چھلانگیں مارتے ہوئے پہنچ جائیں جہاں پہلوں کا قرب حاصل ہو جائے۔ پس یہ وہ موتی اور ہیرے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے اور عطا فرما رہا ہے۔ .... " (خطبہ جمعہ، فرمودہ 4/ جنوری 2008ء، مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل، 25/ جنوری 2008ء)

کرِسمَس، اس کی تاریخ اور پسِ منظر

ابوسعید حنیف احمد محمود، برطانیہ
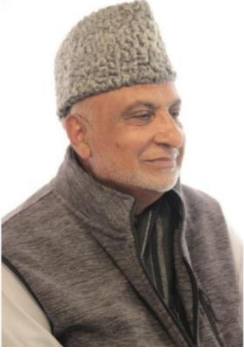
وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَ یَوۡمَ اَمُوۡتُ وَ یَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّا ۝ ذٰلِکَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ ۚ قَوۡلَ الۡحَقِّ الَّذِیۡ فِیۡہِ یَمۡتَرُوۡنَ ۝

(مریم 19:34-35)

اور سلامتی ہے مجھ پر جس دن مجھے جنم دیا گیا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ کرکے معبوث کیا جاؤں گا۔ یہ ہے عیسیٰ بن مریم۔ (یہ) وہ حق بات ہے جس میں وہ شک کر رہے ہیں۔

(ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

آؤ عیسائیو! ادھر آؤ!
نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ!
جس قدر خوبیاں ہیں فرقاں میں
کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ!

(درِّثمین)

کرِسمَس (Christmas)، اِس کی تاریخ اور پسِ منظر

کرِسمَس مسیحی دنیا کا ایک تہوار کہلاتا ہے جو ہر سال ماہِ دسمبر کے آخری دنوں میں بڑے دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ وہ بزعمِ خود اِس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اِن دنوں حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی جس کی خوشی میں وہ دنیا بھر میں یہ تہوار مناتے ہیں۔ اس روز گرجا گھروں میں خصوصی عبادت ہوتی ہے، گھروں، سڑکوں اور تمام عمارات کو کئی روز پہلے خوبصورت رنگ برنگے قمقموں اور دیگر اشیاء سے سجایا جاتا ہے۔ جگہ جگہ کرسمس ٹری (Christmas Tree) جو کہ سدا بہار درخت کے نام سے جانا جاتا ہے، لگا کر سجایا جاتا ہے۔ یہ درخت ایک مثلّث کی طرح نیچے سے چوڑا ہوتا ہے اور اوپر تک ایک باریک نوک کی شکل میں آسمان کی طرف اُٹھتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ یہ سبق دینا مقصود ہوتا ہے کہ اس درخت کی طرح مسیح بھی سدا بہار اور ہمیشہ زندہ ہے۔ اس موقع پر گھروں میں تقریبات ہوتی ہیں اور افرادِ خاندان اور دوست احباب مل کر دعوتیں کرتے ہیں۔ جب کرسمس کا آغاز ہوا تھا تو اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں میں مذہبی رجحان پیدا کیا جائے یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ابتدا میں یہ ایک ایسی بدعت تھی جس کی واحد فضول خرچی "موم بتیاں" جلانا تھی لیکن پھر قمقموں کے ساتھ گھروں کو روشن کرنا آیا، "کرسمس ٹری" (Christmas Tree) آیا، پھر موسیقی، پھر ڈانس اور آخر میں شراب بھی اس تہوار کا حصہ بن گئی۔ شراب داخل ہونے کی دیر تھی کہ یہ تہوار عیاشی کی شکل اختیار کر گیا اور دنیا بھر میں کھربوں پاؤنڈ کی شراب ہر سال پی جاتی ہے۔ اس طرح یہ لوگ خود اپنے ہاتھوں سے خود ساختہ مذہبی دن کی دھجیاں اڑاتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام کے نام پر تمام ناروا چیزوں کو اختیار کرتے ہیں۔ پب (Pub) اور کلب (Club) سجائے جاتے ہیں جہاں ہلا گلا دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ اسے حضرت مسیحؑ کی ولادت سے منسوب کرتے ہیں اور ان کی تعلیمات اور شرافت و پاکیزگی والی ہدایات کو فراموش کرکے طوفانِ بدتمیزی قائم کرتے ہیں۔ شراب و شباب کے نشے میں دُھت ہو کر انسانی اور اخلاقی حدوں کو پامال کرتے ہیں۔

کرسمس دو الفاظ کرائیسٹ اور ماس کا مرکب ہے۔ ان الفاظ میں سے کرائیسٹ یسوع یعنی مسیح کو کہتے ہیں اور ماس کا مطلب ہے جمع ہونا یعنی مسیح کے لیے اکٹھا اور جمع ہونا ہے۔ کرسمس کا لفظ تقریباً چوتھی صدی کے قریب قریب استعمال ہوا۔ اس سے پہلے اس لفظ کا نام و نشان نہ تھا۔ دنیا کے مختلف خطوں میں 'کرسمس' کو مختلف ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ اِسے 'بڑا دن' بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ یومِ ولادتِ مسیح کے سلسلے میں منایا جاتا ہے اِس لئے مسیحیوں کے نزدیک یہ ایک اہم اور مقدس دن ہے۔ کرسمس کو عید میلادِ مسیح کہا جا سکتا ہے، کرِسمَس اب دنیا بھر میں ایک مذہبی تہوار کی بجائے تفریحی اور بڑی بڑی کاروباری کمپنیوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی منفعت حاصل کرنے والا تہوار سمجھا جانے لگا ہے۔ یہ تاریخی طور پر ثابت ہو چکا ہے جس کا ذکر تفصیل سے آگے چل کر آپ حاضرین کے سامنے رکھوں گا کہ حضرت مسیحؑ کی پیدائش ماہِ دسمبر کی نہیں یہ من گھڑت کہانی کے طور پر پیش کرکے کرِسمَس کی بنیاد اِس پر رکھی گئی۔ اِس لئے عیسائیوں کے بعض حلقے کرِسمَس کی مبارکباد دینے کی بجائے Season's Greetings یعنی موسم اور چھٹیوں کی مبارکباد دیتے دکھائی دیتے ہیں اور Happy Holidays کہنے لگے ہیں۔ ان دنوں کاروباری کمپنیاں نت نئی اشیاء

مار کیٹ میں لا کر ان سے مالی منفعت حاصل کرنے کی پوری کوشش کرتی ہیں۔ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ خریداری کی طرف مائل کرنے کے لئے اشیاء کی قیمتوں میں نمایاں کمی کر دی جاتی ہے اور لوگ ضرورت کی اشیاء مثلاً لباس، جوتے و دیگر اشیاء کی خریداری کے لئے پورا سال ان ایام کا انتظار کرتے ہیں تا کہ اپنے لئے اور افراد خاندان و دوستوں کو تحفے تحائف دینے کے لئے کم قیمت پر خریداری کریں۔ پہلے تو یہ قیمتیں کرسمس یعنی 25 دسمبر تک ہی کم کی جاتی تھیں لیکن اب کرسمس کے ساتھ باکسنگ ڈے کا اضافہ کر دیا جاتا ہے جو دسمبر کے اختتام تک جاری رہتا ہے۔ جس میں قیمتیں مزید کم کر دی جاتی ہیں۔

کرسمس کی تاریخ اور پس منظر کی طرف واپس آتے ہیں۔ کیتھولک انسائیکلوپیڈیا نیو ایڈوینٹ (New Advent) کے مطابق بائبل سے 25 دسمبر کے روز مسیح کی پیدائش کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کیونکہ اوّل تو اتنی سردی میں مردم شماری نہیں ہو سکتی تھی دوسرے چرواہوں کا کھلے میدان میں بھیڑ بکریاں چرانا بھی عقل کے خلاف ہے۔ مزید لکھا ہے کہ دواڑھائی سو سال تک چرچ کے بڑے بڑے فادرز اپنی سالگرہ منانا بھی پسند نہیں کرتے تھے بلکہ اس پر سخت تنقید بھی کرتے تھے کہ ولیوں اور شہداء کی سالگرہ یا یوم شہادت منایا جائے چہ جائیکہ وہ مسیح کی پیدائش کا دن مناتے۔ چرچ کی تاریخ میں یہ سب باتیں محفوظ ہیں۔ اس انسائیکلوپیڈیا میں اعتراف کیا گیا ہے کہ مسیح کی پیدائش کے سال، مہینہ اور دن کے متعلق بہت سی مختلف اور متضاد آراء ملتی ہیں جنہیں کسی طور بھی سلجھایا نہیں جاسکتا۔ اکثر علاقوں میں اگست سے لے کر اپریل تک مختلف مہینوں اور دنوں میں کرِسمَس منایا جاتا تھا۔ موجودہ دَور میں بھی مغربی خطے میں کرسمس 25 دسمبر کو جبکہ مشرقی چرچ میں 6 جنوری کو منایا جاتا ہے۔

پس مسیح کی تاریخ پیدائش بلکہ سنِ پیدائش کے حوالے سے بھی مسیحی علماء میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ عام خیال ہے کہ سن عیسوی مسیح کی پیدائش سے شروع ہوتا ہے۔ پیدائش کے دن کے حوالے سے بھی شدید اختلاف ہے۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کلیسا اس دن کو 25/ دسمبر، مشرقی آرتھوڈوکس کلیسا 6/ جنوری اور آرمنی کلیسا 19/ جنوری کو مناتا ہے۔ کرسمس کے تہوار کا 25/ دسمبر کو ہونے کا ذکر پہلی مرتبہ شاہِ قسطنطین کے عہد میں 325 عیسوی میں ہوا۔

عیسائی سکالرز لکھتے ہیں کہ تیسری صدی عیسوی کے آغاز تک چرچ کے مختلف علاقوں میں 6/ جنوری کو یومِ ولادتِ مسیحؑ منایا جاتا تھا اور چوتھی صدی میں اس تاریخ کو 25/ دسمبر سے بدل دیا گیا۔

انسائیکلوپیڈیا برٹنیکا میں لکھا ہے کہ 25/ دسمبر مغربی قوموں میں ایک تہوار کے طور پر منایا جاتا تھا۔ لاطینی اس دن دیوتا کے لیے روزہ رکھا کرتے تھے اور برطانیہ میں اسے Mother Night کہا جاتا تھا۔ یہ رات انگریز عبادت میں گزارتے تھے۔ عیسائیت آنے کے بعد پانچویں صدی عیسوی تک اس بات پر اجماع نہیں ہو سکا کہ کرسمس 6/ جنوری، 25/ مارچ اور 25/ دسمبر میں سے کس تاریخ کو منایا جائے۔

قرآن کریم نے ولادتِ مسیح کے حوالہ سے چشمہ کے بہنے اور کھجوروں کے پکنے کا جو راز منکشف کیا ہے اس بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

"اس مقام پر ایک بہت بڑی مشکل پیش آجاتی ہے جس کو حل کرنا ہمارے لئے نہایت ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ عیسائی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت مسیحؑ کی پیدائش 25 دِسمبر کو ہوئی اور لوقا کہتا ہے کہ قیصر اگسطس نے اُس وقت مردم شماری کا حکم دیا تھا جس کے لئے یوسف اور مریم ناصرہ سے بیت لحم گئے اور وہیں حضرت مسیحؑ کی پیدائش ہوئی۔ گویا 25 دسمبر کو۔ اُس زمانہ میں جب قیصر اگسطِس کے حکم کے ماتحت یہود کی پہلی مردم شمار ہوئی۔ مسیحؑ بیت لحم میں پیدا ہوئے۔ قرآن بتاتا ہے کہ مسیح اس موسم میں پیدا ہوئے جس میں کھجور پھل دیتی ہے اور کھجور کے زیادہ پھل دینے کا زمانہ دسمبر نہیں ہوتا بلکہ جولائی اگست ہوتا ہے اور پھر جب ہم یہ دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں ایک چشمے کا بھی پتہ بتایا جہاں وہ اپنے بچے کو نہلا سکتی تھیں اور اپنی صفائی کر سکتی تھیں تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جولائی اگست کا مہینہ تھا ورنہ سخت سردی کے موسم میں چشمہ کے پانی سے نہانا اور بچے کو بھی غسل دینا خصوصاً ایک پہاڑ پر اور عرب کے شمال میں عقل کے بالکل خلاف تھا۔ لیکن عیسائی تاریخ یہی کہتی ہے کہ حضرت مسیحؑ دسمبر میں پیدا ہوئے اور اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ حضرت مسیح کی پیدائش دسمبر میں ہوئی تھی تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن تو حضرت مریم سے کہتا کہ وَ هُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا تُو کھجور کے تنہ کو ہلا تجھ پر تازہ کھجوریں گریں گی۔ حالانکہ کھجور اُس وقت بہت کم ہوتی ہے۔ کھجور زیادہ تر جولائی اگست میں ہوتی ہے اور مسیح کی پیدائش دسمبر میں ہوئی۔ پس اگر یہ درست ہے کہ مسیح دسمبر میں پیدا ہوئے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن نے کھجور کا کیوں ذکر کیا جبکہ کھجوریں اُس موسم میں ہوتی ہی نہیں۔ اس اعتراض سے ڈر کر ہمارے مفسرین نے یہ لکھ دیا کہ حضرت مریم کھجور کے تنہ کے پاس درد کا سہارا لینے گئی تھیں۔ انہیں خیال آیا کہ مسیح کی پیدائش دسمبر میں بتائی جاتی ہے اور دسمبر میں کھجور کے درخت پر بہت کم پھل لگتا ہے پھر وہ کھجور کے سوکھے درخت کے پاس کیوں گئی تھیں۔ اس کا جواب اُنہوں نے یہ سوچا کہ وہ درد کا سہارا لینے گئی تھیں۔ مگر انہیں یہ خیال نہ آیا کہ ساتھ قرآن نے یہ کہا کہ کھا اور یہ بھی کہا ہے کہ کھجور کے تنہ کو ہلا تو تجھ پر تازہ کھجوریں گریں گی۔ صرف اس وجہ سے کہ عیسائی بیان اُن کے سامنے تھا کہ مسیح دسمبر میں پیدا ہوئے اور دسمبر میں کھجور کو بہت کم پھل لگتا ہے۔ انہوں نے یہ معنی کر لئے

کہ وہ سہارا لینے کے لئے کھجور کے سوکھے درخت کے پاس گئی تھیں لیکن بعض مفسروں کو فَكُلِيْ اور تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا کا بھی خیال آیا اور انہوں نے لکھا ہے کہ یہ ایک معجزہ تھا۔ حضرت مریم کھجور کے سوکھے درخت کو ہلاتیں تو تازہ بتازہ کھجوریں گرنی شروع ہو جاتی تھیں۔

دوسری مشکل ہمارے سامنے یہ پیش آتی ہے کہ یہ واقعہ یہودیہ میں ہوُا ہے۔ قرآن اس موقع پر کھجور کا ذکر کرتا ہے اور بائبل کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں زیتون، بادام اور انگور ہوتا تھا۔ کھجور کا ذکر نہیں آتا اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ دسمبر میں بادام بھی نہیں ہوتا۔ انگور بھی نہیں ہوتا اور زیتون بھی نہیں ہوتا گویا قرآن صرف کھجور کا ذکر کرتا ہے مگر دسمبر میں کھجور بہت کم ہوتی ہے اور تاریخ بائبل یہودیہ میں زیتون، بادام اور انگور کا تو ذکر کرتی ہے لیکن کھجور کا ذکر نہیں کرتی اور پھر یہ تینوں چیزیں بھی دسمبر میں نہیں ہوتیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ کیا اس علاقہ میں جس میں انجیل حضرت مسیح کی پیدائش بتاتی ہے کھجور ہوتی تھی یا نہیں۔ اِس کے متعلق جب ہم بائبل کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خود بائبل اس بات پر گواہ ہے کہ اُس علاقہ میں کھجور ہوُا کرتی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے "تب موسٰی کے سُسر قینی کی اولاد کھجوروں کے شہر سے بنی یہوداہ کے ساتھ یہوداہ کے بیابان کو جو عراد کے دکھن کی طرف ہے چڑھیں۔"

(قاضیوں، باب 1، آیت 14)

عراد جس کا حوالہ میں ذکر آتا ہے بیت لحم سے کوئی سو میل کے فاصلہ پر ہے اور چونکہ اس سے شمال کی طرف کھجوروں کا شہر تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت لحم کے قریب قریب یقیناً کھجوریں پائی جاتی تھیں۔ پھر یہودیہ کا علاقہ جس میں بیت لحم ہے چونکہ عرب سے ملتا ہے اس لئے بھی اُس میں کھجوروں کا پایا جانا بالکل قرین قیاس ہے لیکن اس تحقیق سے اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ تک تو بات ٹھیک ہو گئی۔ پتہ لگ گیا کہ اُس علاقہ میں کھجور پائی جاتی تھی لیکن یہ سوال ابھی حل نہیں ہوُا کہ قرآن کہتا ہے کہ مسیح جس موسم میں پیدا ہوئے اُس وقت کھجوریں درخت پر لگی ہوئی تھیں اور کھجوریں بھی پختہ تھیں اور کھانے کے قابل تھیں اور عیسائی کہتے ہیں حضرت مسیح دسمبر میں پیدا ہوئے جبکہ کھجوریں بہت کم ہوتی ہیں۔ اس سے لازماً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک حضرت مسیحؑ کی پیدائش اس موسم میں ہوتی ہے جس میں کھجور لگی ہوئی ہوتی ہے مسیحی تاریخوں سے پتہ لگتا ہے کہ مسیح 25 دسمبر کو پیدا ہوُا۔ بعض اس کا وقت اپریل بتاتی ہیں۔ مگر دسمبر یا اپریل میں کھجور درخت پر بہت کم ہوتی ہے۔ پس ہمیں اس مسئلہ کی مزید تحقیق کی ضرورت پیش آتی ہے۔"

(تفسیر کبیر، جلد پنجم، صفحہ 179-180)

سامعین! نئے عہد نامہ میں موجود چاروں اناجیل میں لوقا کی واحد انجیل ہے جس نے مسیحؑ کی ولادت کے موسم کی بابت بات کی ہے اور اس کا بیان قرآن مجید کے بیان کے مطابق ہے۔ لوقا میں تحریر ہے کہ "جب وہ وہاں (بیت لحم) تھے تو ایسا ہوُا کہ اس کے وضع حمل کا وقت آ پہنچا اور اس کا پہلوٹھا بیٹا پیدا ہوُا اور اسے کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھا کیونکہ اُن کے واسطے سرائے میں جگہ نہ تھی"۔ پھر لکھا ہے: "اُسی علاقہ میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رَہ کر اپنے گلہ بانی کی نگہبانی کر رہے تھے" (لوقا، باب 2، آیت 8)

(تفسیر کبیر، جلد پنجم، سورہ مریم، صفحہ 184)

اسی بات کے شروع میں قیصر اوگسطس کے حکم بابت مردم شماری کا ذکر ہے جو گرمیوں کے موسم میں ہوئی جب جانوروں کے گلے اور چرواہے کھلے میدان میں رات بسر کر رہے تھے۔ چنانچہ لوقا کے بیان کے مطابق جب حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو ایسا موسم تھا کہ نومولود بچے کو باہر کھلی جگہ چرنی میں رکھا جا سکتا تھا اور اس وقت پالتو جانور باہر کھلے آسمان تلے رات بسر کر سکتے تھے اور رات کے وقت انسان (چرواہے) میدان میں سو سکتے تھے۔ یعنی سردی کا موسم نہ تھا۔

پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؑ کی پیدائش کا موسم ایسا تھا کہ جب لوگ اپنے جانوروں کے ساتھ کھلے آسمان کے نیچے ہوتے تھے، جبکہ دسمبر کا مہینہ شدید سردی کا ہوتا ہے۔ فلسطین میں تو دسمبر 'بارش اور سخت دُھند کا مہینہ ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ حضرت مریمؑ، آپؑ کی ولادت کے وقت کھجور کے درخت کے نیچے گئیں۔ اس وقت کھجور پر پھل موجود تھا۔ کھجور پر پھل کا موسم جون، جولائی میں ہوتا ہے۔ عہد نامہ جدید سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس رات گڈریے بھیڑوں کو لیے ہوئے بیت اللحم کے کھیتوں میں موجود تھے۔ اس کے برعکس اگر آپ قرآن کریم کو دیکھیں تو اس سلسلہ میں سورہ مریم پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت مریمؑ کو دردِ زہ کی تکلیف زیادہ بڑھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت کی کہ کھجوروں کے تنے کو ہِلا تازہ پکی ہوئی کھجوریں تم پر گریں گی وہ کھاؤ اور چشمہ کا پانی پی کر طاقت حاصل کرو۔ اب فلسطین میں موسم گرما کے وسط یعنی جون جولائی میں ہی کھجوریں پکتی ہیں اس سے بھی یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مریمؑ کی ولادت جون یا جولائی کے کسی مہینے میں ہوئی تھی اور ظاہر ہے گڈریے بھی گرمی کے موسم میں ہی بھیڑوں کو کھلے آسمان تلے چھوڑ سکتے تھے اور اس مہینہ میں نومولود کو کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھنا بھی کوئی معیوب نہیں۔ اگر ہم لوقا کی انجیل پر غور کریں تو بقول لوقا "چھٹے مہینے" فرشتہ نے مریمؑ کو خوشخبری دی کہ تو حاملہ ہو گی۔ چھٹے مہینے یعنی جون کے مہینے میں فرشتہ حضرت مریمؑ کو پیغام دیتا ہے کہ تو "حاملہ ہو گی" اگر ساتواں مہینہ حمل کا پہلا مہینہ گنا جائے تو

ولادت اپریل کے آخر یا مئی کے شروع میں ہو گی حمل دس ماہ کا بھی ہوتا ہے۔ اس طرح جون کا آخر یا جولائی کا شروع بنتا ہے۔یعنی انجیلی بیان کے مطابق بھی 25/ دسمبر تاریخ ولادت غلط ہو گی۔

کینن فیرر نے بھی اپنی کتاب لائف آف کرائسٹ میں اس بات کا اعتراف کیاہے کہ مسیح علیہ السلام کے یوم ولادت کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ یہ ہے کرسمس ڈے کی حقیقت جسے دنیا میں حضرت مسیح کا یوم پیدائش سمجھ کر دھوم دھام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ تاریخی حقیقت سے سب ناواقف ہو کر اور صحیح ترین روایتوں کے فقدان کے سبب خود اپنے پوپ و پادریوں کی من گھڑت بیان کردہ تاریخ کے مطابق پوری مسیحی دنیا اندھیرے میں پڑی ہوئی ہے۔

سانتا کلاز

کرسمس کا ایک اور دلچسپ کردار سانتا کلاز کا ہے۔ سب لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ یہ کردار جدید دور میں کرسمس کا حصہ بنایا گیا۔ اس کی اصل کے بارے میں یونیورسٹی آف مینیٹوبا، کینیڈا کے ایک پروفیسر Gerry Bowler کی کتاب Santa Claus: A Biography ایک دلچسپ معلوماتی کتاب ہے۔ اس کتاب اور دیگر ذرائع کے مطابق سانتا کلاز کا اصل نام سینٹ نکولس تھا جو روم کے بادشاہ قسطنطین کے مسیحی ہونے سے کچھ عرصہ قبل موجود تھا اور رومی مظالم کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے مسیحی عقائد کی کھلم کھلا تبلیغ کرتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ سینٹ نکولس غریب مسیحی لوگوں اور بچوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ ابتداء میں چرچ نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی لیکن عیسائیت کے امریکہ میں اثرونفوذ کے بعد جہاں کرسمس کو ایک مذہبی تہوار کی بجائے قومی و معاشرتی میلے کے طور پر اپنایا گیا تو اس میں رنگ بھرنے کے لئے جہاں دیگر ہلا گُلا شامل کیا گیا وہاں سانتا کلاز کو بھی اس کا ایک لازمی جزو بنا دیا گیا۔ ابتداء میں سینٹ نکولس کا دن چھ دسمبر کو منایا جاتا تھا لیکن پھر اسے کرسمس کے قریب کر دیا گیا تا کہ اِسے مزید پیسے اینٹھنے کا ذریعہ بنا دیا جائے۔ بچوں کے ذہنوں کو متاثر کرنے کے لئے مغربی دنیا کی سب سے بڑی اور مؤثر پراپیگنڈہ مشینری ہالی وڈ اور ٹیلیویژن پر سانتا کلاز اور کرسمس کے بارے میں فلمیں اور ٹی وی شوز بنائے جاتے ہیں جو کرسمس کے قریب نشر کئے جاتے ہیں۔

غرض یہ بات صاف ظاہر ہے کہ کرسمس اور اس کے لوازم کا کوئی تعلق نہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے ہے اور نہ یہ کوئی مذہبی تہوار ہے۔ مذہب کی اصل روح خدا تعالیٰ سے اتصال اور اس کے حکموں کی بجا آوری ہے۔ جو اس موقع پر نظر نہیں آتی۔

عیسیٰ کو چرخ پہ نہ بٹھاتے تو خوب تھا
احمدؐ کو خاک میں نہ سلاتے تو خوب تھا
زندہ خدا سے دل کو لگاتے تو خوب تھا
مردہ بتوں سے جان چھڑاتے تو خوب تھا

(کلام حضرت حافظ مرزا ناصر احمد، خلیفۃ المسیح الثالثؒ)

وقفِ جدید

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”شاید اور کسی کے ذہن میں بھی یہ سوال اٹھے کہ اتنی تحریکات ہیں۔ ان کا کیا مقصد ہے؟ تو اس بارے میں مَیں تھوڑی سی وضاحت کردوں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ وقف جدید یعنی اس کے اخراجات مخصوص ملکوں اور مخصوص علاقوں کے لیے ہیں۔ مغربی اور امیر ممالک سے وقف جدید کی مدّ میں جو چندہ آتا ہے وہ بھارت اور افریقہ کے عموماً دیہاتی علاقوں میں خرچ ہوتا ہے بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جب یہ تحریک باقی دنیا کے لیے بھی عام کی تھی تو امیر ممالک میں وقف جدید کو جاری کرنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ ہندوستان کے اور قادیان کے جو اخراجات ہیں وہ وقف جدید سے پورے کیے جائیں جبکہ تحریک جدید سے جو اخراجات کیے جاتے ہیں وہ دنیا کے ہر ملک میں جہاں مرکز سے مدد کی ضرورت ہو کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ رقم مرکز میں آتی ہے اور وہاں سے اخراجات کیے جاتے ہیں۔ بہرحال وقف جدید کے ذریعہ سے بہت سے منصوبے غریب یا غیر ترقی یافتہ ملکوں میں سرانجام پا رہے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8/ جنوری 2016ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 29/ جنوری 2016ء)

شکر گزاری کا تہوار

Thanksgiving

فوزیہ منصور

ہر ملک اور خطے کے لوگ بدلتے موسموں کا استقبال اپنے اپنے طریق پر کرتے ہیں۔ گرم علاقوں کے لوگ سردی کے موسم کا استقبال بہت گرمجوشی سے کرتے ہیں اور سرد علاقے والے سورج کی روشنی اور گرم موسم زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ہر موسم اپنے ساتھ کچھ منفرد خصوصیات لے کر آتا ہے۔ قدرت نے کچھ پھل پھول سدا بہار رکھے ہیں اور کچھ خاص موسموں کے ساتھ مخصوص کر دیے ہیں۔ اسی طرح انسانوں نے بھی ہر موسم کے ساتھ اپنی تفریح کے کئی سامان پیدا کر لئے ہیں۔ امریکہ اور یورپ کے بعض علاقوں میں سردی کا موسم زیادہ تر شدید سرد اور لمبا ہوتا ہے اور کچھ تہوار ان موسموں کے ساتھ ہی بندھے ہوئے ہیں۔ زیادہ تر تہوار تو اسلامی نقطۂ نظر سے وقت اور پیسے کا ضیاع ہی لگتے ہیں لیکن ایک تہوار ایسا ہے جو کہ شکر گزاری کے تصور کو نمایاں کرتا ہے۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میرا اشارہ ان ممالک میں منایا جانے والا تہوار ''یوم تشکر'' یعنی Thanksgiving Day کی طرف ہے۔

یہ تہوار ہر سال امریکہ میں نومبر کی چوتھی جمعرات کو منایا جاتا ہے۔ اس دن سب خاندان والے اپنے والدین کے گھر جمع ہوتے ہیں اور مل کر کھانا کھاتے اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ تاریخ کے مطالعہ سے اس تہوار کی مختلف تفاصیل ملتی ہیں۔ لیکن عمومی تاثر یہی ہے کہ 1621ء میں انگلینڈ کے تارکین وطن اور امریکہ کے ریڈ انڈین باشندوں نے مل کر اچھی فصل ہونے کی خوشی میں شکرانے کے طور پر ایک دعوت کا اہتمام کیا جو کہ پہلا Thanksgiving سمجھا جاتا ہے اور اس وقت جو کھانا کھایا تھا اسی کی یاد کو زندہ رکھنے کے لئے ٹرکی (Turkey)، مکئی، اور آلو وغیرہ تیار کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ بعض حوالوں کے مطابق جو کھانے آج کل کھائے جاتے ہیں وہ سب پہلے یوم تشکر (Thanksgiving Day) کا حصہ نہیں تھے لیکن کسی نہ کسی طرح یہی کھانے رواج پا گئے ہیں۔

تاریخ کے مطابق، ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ 1789ء میں امریکی صدر جارج واشنگٹن نے جنگ آزادی کے اختتام پر خوشی کے اظہار کے لئے یوم تشکر منانے کا اعلان کیا۔ اس کے بعد کے صدران نے بھی اس روایت کو جاری رکھا۔ 1817ء میں نیویارک پہلا صوبہ (State) تھا جس نے اس دن عام تعطیل کا اعلان کیا۔ تاریخ کے مطالعہ سے ایک اور دلچسپ بات جو سامنے آئی وہ یہ تھی کہ ایک خاتون لکھاری سارہ جوزف ہیل (Sara Joseph Hale) نے 36 سال تک اپنے مضامین کے ذریعے یہ مہم چلائی کہ Thanksgiving Day کو پورے ملک میں عام تعطیل کا دن بنایا جائے۔ بالآخر سارہ جوزف کی محنت رنگ لائی اور 1863ء میں امریکہ کے صدر ابراہم لنکن نے ملکی خانہ جنگی کے اختتام کے شکرانے کے طور پر Thanksgiving کو نومبر کی آخری جمعرات کو ملکی تعطیل کے طور پر منانے کا اعلان کیا۔ یہ سلسلہ یہاں ختم نہیں ہؤا بلکہ اس کے بعد صدر فرینکلن روزولٹ (Franklin Roosevelt) نے 1939ء میں گریٹ ڈپریشن (Great Depression) کے وقت خرید و فروخت کو فروغ دینے کے لئے اس دن کو ایک ہفتہ پہلے کر کے نومبر کی چوتھی جمعرات کو تھینکس گونگ ڈے Thanksgiving Day منانے کا اعلان کیا۔ اور بعد میں 1941ء میں باقاعدہ اپنے دستخط کے ساتھ صدر فرینکلن نے اس دن کو سرکاری چھٹی کے طور پر رائج کر دیا۔ اس وقت سے اب تک یہی روایت چلی آ رہی ہے کہ یہ یوم تشکر نومبر کی چوتھی جمعرات کو امریکہ میں منایا جاتا ہے۔

https://www.history.com/topics/thanksgiving/history-of-thanksgiving)

باوجود اس کے کہ مذہبی لوگوں نے یوم تشکر خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لئے شروع کیا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ اس میں سے مذہب والا پہلو کم ہوتا گیا اور زیادہ تر ملنے جلنے اور چھٹیاں منانے کا موقع بنتا جا رہا ہے۔ چونکہ شکر گزاری کا تصور قریباً ہر مذہب میں ہی پایا جاتا ہے اور شکریہ ادا کرنا ایک عام خلق ہے اس لئے اس دن کو سب لوگ ہی مناتے ہیں۔ اسلام میں شکر کے تصور کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ قرآن کریم میں شکر کا مضمون قریباً 69 مقامات پہ ملتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَلَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ ۔ (ابراہیم 14:8)

ترجمہ: اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔

اسی طرح ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (النحل16: 115)

ترجمہ - پس جو کچھ تمہیں اللہ نے رزق عطا کیا ہے اس میں سے حلال (اور) طیّب کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

شکر کے مضمون والی آیات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو فضل انسان پر فرمائے ان میں رزق کا بار بار ذکر ملتا ہے اور یہ بھی کہ ان نعمتوں کے بدلے خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے شکر گزاری کا اظہار چاہتا ہے تا کہ وہ نیکیوں میں آگے بڑھ سکیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ کو تو ہمارے شکریہ کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اپنی صفت رحمانیت سے ہمیں بن مانگے عطا کر کے ہمارے لئے شکر کے مواقع پیدا کرتا رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر انسان کو خدا تعالیٰ کے قریب کرتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (البقرہ2: 153)

ترجمہ - پس میرا ذکر کیا کرو میں بھی تمہیں یاد رکھوں گا۔ اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یاد میں ایک زبردست کشش اور طاقت ہوتی ہے اور جسے یاد کیا جاتا ہے وہ اس کی طرف کھچا چلا جاتا ہے ... پس فَاذْكُرُوْنِيْٓ کے یہ معنے ہیں کہ تم میرے ملنے کی خواہش کرو مجھے یاد رکھو اور میرے قرب کے حصول کے لئے کوشش کرو اور جب تم ایسا کرو گے تو اَذْكُرْكُمْ میں بھی تمہیں یاد کروں گا ... میرے قرب کے دروازے تمہارے لئے کھل جائیں گے ... پھر فرماتا ہے وَاشْكُرُوْا لِيْ ۔ میرا شکر ادا کرو یعنی تمہیں صرف اس بات پر مطمئن نہیں ہو جانا چاہئے کہ تم خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہو بلکہ تمہارا یہ بھی کام ہے تم گزشتہ انعامات پر اس کا شکر ادا کرتے رہو۔"

(تفسیر کبیر، جلد3، صفحہ 40-39)

یوں تو مسلمانوں کے لئے ہر لحہ ہی شکر کا ہے لیکن جب ساری قوم یوم تشکر منا رہی ہو تو اس دن کو گزرے سال میں خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے سب کے ساتھ منانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ شکر کے اظہار کے بہت سے طریق ہیں۔ خدا تعالیٰ کا شکر تو انسان نماز، نوافل، صدقہ و خیرات سے بھی کر دیتا ہے لیکن اس کے بندوں کا شکر زبان یا عمل سے ہی ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کے بندوں کا شکر ادا کیا جائے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

"اگر کسی شخص کو کوئی تحفہ دیا جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کا بدلہ دے۔ اگر وہ بدلہ دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ تعریف کے رنگ میں اس کا ذکر کرے اگر اس نے ایسا کیا تو گویا اس نے شکر کا حق ادا کر دیا۔ اگر اس نے بات کو چھپایا، تعریف کا کلمہ تک نہ کہا تو گویا وہ ناشکری کا مرتکب ہؤا۔"

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 602۔ حدیث نمبر 765)

https://www.alislam.org/urdu/pdf/Hadiqatus-Saliheen-2019.pdf

جہاں خدا تعالیٰ نے شکر کا حکم دیا ہے وہیں ناشکری سے منع بھی فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک خطبہ جمعہ میں شکر کے مضمون پر تفصیل سے بات کرتے ہوئے فرمایا:

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے فضل اور نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔"

اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ اچھا لباس پہنتے ہیں اور کچھ لوگ سادہ رہنا پسند کرتے ہیں یہ سارے شکر ادا کرنے کے ہی انداز ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اثر ہر بندے کے مزاج کے مطابق ظاہر ہوتا ہے۔ "مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ اثر اللہ کی نعمت کے تصور کے ساتھ پیدا ہونا چاہیے۔ جب اسے اس خدا کے ہاتھ سے ہٹا کر دنیا میں ایک دکھاوے کے طور پر استعمال کریں گے تو یہی لعنت بن جائے گی۔ نعمت نہیں رہے گی۔ یہ ناشکری ہو جائے گی۔" (خطبات طاہر، جلد ۱۷۔ صفحہ 879-876)

https://www.alislam.org/urdu/khutba/1998-12-18/

شکر کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا صحیح اور بر موقع استعمال کیا جائے۔ خدا تعالیٰ انفرادی انعام بھی دیتا ہے اور بعض انعام بحیثیت قوم بھی ملتے ہیں۔ ان انعامات کو جو ہمیں بحثیت قوم ملتے ہیں ہم اکثر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ مثلاً امریکہ میں رہنے والے احمدیوں کو جو مذہبی آزادی حاصل ہے اس نعمت سے پاکستان میں رہنے والے احمدی محروم ہیں۔ اب اگر ہم اس نعمت کا صحیح استعمال نہ کریں تو یہ ناشکری شمار ہوگی۔ اسی طرح علم، وقت، اور صحت وغیرہ بھی خدا تعالیٰ کی عطا کردہ ایسی نعمتیں ہیں کہ ان کے شکر کا حق ہم علم کو پھیلا کر، وقت کا صحیح استعمال کر کے، اور صحت کا خیال رکھ کے کر سکتے ہیں۔ "عملاً شکر وہی ہے کہ اس نعمت کو آگے لوگوں میں تقسیم کیا جائے، جو علم ہے اسے تقسیم کیا جائے جو ظاہری نعمتیں ہیں انہیں تقسیم کیا جائے اور اس طرح یہ اظہار شکر مزید نعمتوں پہ منتج ہو۔" (خطبہ جمعہ 18 دسمبر 1998، خطبات طاہر، جلد 17، صفحہ 883)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ”جب خدا تعالیٰ کے احسانات ہوں تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کا شکر ادا کرے اور انسانوں کی بہتری کا خیال رکھے اور اگر ایسا نہ کرے اور الٹا ظلم شروع کر دے تو پھر خدا تعالیٰ ان سے وہ نعمتیں چھین لیتا ہے اور عذاب کرتا ہے۔“(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 533)

جماعت احمدیہ کو خلافت کی نعمت جو خدا تعالیٰ نے عطا کی ہے وہ اس وقت کسی اور جماعت کو نصیب نہیں۔ اس نعمت کا شکر ہم سب پہ واجب ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر اپنے تاریخی خطاب میں فرمایا:

”خلافت احمدیہ کے قیام اور اس کے ذریعے سے الٰہی تائیدات کے ساتھ ترقی کے نظارے ہم اپنے ماضی کی تاریخ میں بھی کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سلوک کی سو سالہ تاریخ ہمارے ایمانوں کو پختہ کر رہی ہے اور ہمارے ایمانوں کو گرما رہی ہے۔ کیا یہ سب کچھ ہمیں اس بات پر مجبور نہیں کرتا کہ ہم خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنتے ہوئے اس کے حضور اپنے شکر کا اظہار کریں؟“(خطابات امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ صفحہ 24)

https://www.alislam.org/urdu/pdf/Khitabat-Khilafat-2008.pdf

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یوم تشکر جماعتی ہو یا ملکی ایک احمدی کے لئے شکر کے بے شمار مواقع ہیں۔ جہاں ہمیں خدا تعالیٰ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے جو اس نے بحیثیت قوم اور جماعت ہم پہ کیں وہاں ہر اس شخص کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے جس سے کچھ بھی فیض پایا۔

اللہ کرے ہمارا شمار خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندوں میں ہو اور ہم ناشکری کے مرتکب نہ ہوں(آمین)۔

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

مریضوں پر دعائیں پڑھ کر دَم کرنا

سینہ پر دَم: حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

ایک دفعہ عاجز راقم لاہور سے قادیان آیا ہؤا تھا اور جماعت لاہور کے چند اَور اصحاب بھی ساتھ تھے۔ صوفی احمد دین صاحب مرحوم نے مجھ سے خواہش کی کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں سفارش کر کے صوفی صاحب کے سینہ پر دَم کرا دوں۔ چنانچہ حضرت صاحبؑ کو چہ بندی میں سے اندرون خانہ جا رہے تھے جبکہ میں نے آگے بڑھ کر صوفی صاحب کو پیش کیا اور ان کی درخواست عرض کی۔ حضورؑ نے کچھ پڑھ کر صوفی صاحب کے سینے پر دَم کر دیا۔ (پھُونک مارا) اور پھر اندر تشریف لے گئے۔ (ذکر حبیب مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ، صفحہ ۱۳۷)

سورۃ فاتحہ کا عمل: اسی طرح حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ بیان فرماتے ہیں: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں سرساوہ سے چل کر قادیان شریف حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہؤا تو حضرت مولانا مرشدنا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح علیہ السلام بھی آئے ہوئے تھے اور صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے اور حضرت اقدس علیہ السلام بھی تشریف رکھتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ پیر صاحب بہت سے پیر دیکھے کہ وہ عملیات اور تعویذ کرتے ہیں کوئی عمل آپ کو بھی یاد ہے جس کو دیکھ کر ہمیں بھی یقین آ جائے کہ عمل ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں یاد ہے۔ فرمایا دکھاؤ اور میں نے عرض کی کہ ہاں وقت آنے دیجئے۔ دکھلا دوں گا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ضرور صاحبزادہ صاحب کو یاد ہو گا ان کے بزرگوں سے عمل چلے آتے ہیں۔ کوئی دو گھنٹہ کے بعد ایک شخص آیا جس کو ذات الجنب یعنی پسلی کا درد شدت سے تھا میں نے عرض کی کہ دیکھئے اس پر عمل کرتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ ہاں عمل کرو۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے بھی فرمایا کہ ہاں عمل کرو۔ میں نے اسی شخص پر دَم کیا اس کو درد سے بالکل خدا تعالیٰ نے آرام کر دیا اور شفا دی۔ جب اس کو آرام ہو گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ مسمریزم ہے میں نے اس زمانہ میں مسمریزم کا نام بھی نہیں سُنا تھا۔ اور نہ میں جانتا تھا کہ مسمریزم کیا چیز ہوتا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا صاحبزادہ صاحب تم نے کیا پڑھا تھا میں نے عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیک و علی محمد میں نے الحمد شریف پڑھی تھی۔ (تذکرۃ المہدی، صفحہ ۱۸۶، مطبوعہ ۱۹۱۴ء، ٹائیٹل ضیاء الاسلام پریس قادیان)

مکرم ناصر احمد قریشی۔ میرے شریک حیات

امۃ الباری ناصر

لکھنے لکھانے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کے کرم سے ملتی ہے۔ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک مکتوب میں دعا لکھی تھی:

''اللہ ساتھ ہو اور سلطان القلم کے فیضان سے آپ کا قلم برکت پذیر رہے، آمین۔''

آقا کے الفاظ دعا بن کر لگتے ہیں۔ لکھنا مشکل نہیں لگتا مگر آج جس موضوع پر لکھنے کا ارادہ کیا ہے اس پر لکھنا بہت مشکل لگ رہا ہے۔ پیارے آقا کے الفاظ سے حوصلہ پاکر دعا کرتی ہوں کہ مولا کریم خود مددگار ہو۔ اور لکھنا آسان کر دے۔ ساٹھ سال کی رفاقت میں یادوں کا ایک ہجوم گھیر لیتا ہے۔ اندر ایک سناٹا چھا جاتا ہے۔ مگر جانے والے کے محاسن کا ذکر بھی ایک قرض ہے۔ حضور انور جب بھی کسی کا جنازہ پڑھاتے ہیں یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کوشش کروں گی کہ نیکیاں سامنے لاؤں تا کہ ان کو دیکھ کر بچوں کو حسنِ عمل کی توفیق ملتی رہے۔ آمین۔

ابتدا حضورانور کے خطبہ سے ناصر صاحب کے بارے میں ارشاد فرمودہ بابرکت الفاظ سے کرتی ہوں۔ فرمایا:

''چوتھا ذکر ہے **مکرم ناصر احمد قریشی صاحب** امریکہ کا۔ ان کی بھی گزشتہ دنوں اٹھاسی سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ امۃ الباری ناصر صاحبہ کے یہ شوہر تھے جو کہ لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ کراچی کی سیکرٹری اشاعت رہی ہیں۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کا ایک نواسہ وقاص خورشید مربی ہے اور ایک پوتا ان کا جامعہ احمدیہ کینیڈا میں پڑھ رہا ہے۔ ان کے والد کا نام مکرم محمد شمس الدین بھاگلپوری صاحب تھا اور ان کے خاندان میں احمدیت 1913ء میں آئی جب محترم مولوی عبدالماجد صاحب والد حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس علاقے میں ایک جلسہ کیا اور صداقت مسیح موعود کے دلائل بیان کیے۔ ان کے والد صاحب بہت متاثر ہوئے۔ سٹیج پر جا کر ملاقات کی۔ لٹریچر دیا گیا جسے پڑھ کر احمدیت کے لیے جوش پیدا ہوا۔ انہوں نے دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک خواب میں حضرت اقدسؑ کی شبیہ مبارک اور مبشر خوابیں دکھائیں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیعت کا خط لکھ دیا۔ آپؓ کی بیعت کی۔ اس طرح بھاگل پور کے اوّلین احمدیوں میں شامل ہوئے۔ شدید مخالفت کی وجہ سے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہجرت کر کے قادیان آ گئے اور وہاں اخلاص و محبت میں ترقی کرتے چلے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے کار ڈرائیور کے طور پر بھی ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ ناصر قریشی صاحب قادیان میں پیدا ہوئے تھے۔ پارٹیشن کے بعد کراچی میں رہائش اختیار کی۔ یہیں تعلیم پائی۔ بڑی محنت اور لگن سے نامساعد حالات کے باوجود پڑھتے رہے۔ بی ای الیکٹریکل انجنیئرنگ کی اور پھر اس کے بعد اپنے محکمہ ٹیلیفون میں ملازمت اختیار کی۔ جنرل مینیجر کے عہدے تک ترقی کی۔ ملازمت سے ریٹائرڈ ہوئے تو بڑے محنتی اور ایماندار افسر کی شہرت کے ساتھ ریٹائرمنٹ حاصل کی۔ جماعت احمدیہ کراچی کے حلقہ ناظم آباد میں صدر حلقہ اور جہاں بھی رہے دوسری جگہ میں بھی صدر کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اہلیہ امۃ الباری صاحبہ لکھتی ہیں کہ ہمیشہ ان کو میں نے صوم و صلوٰۃ کا پابند پایا۔ مسجد میں دل اٹکا رہتا تھا۔ ذمہ دار شوہر، بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہت خیال رکھنے والا پایا۔ ضرورتمندوں کی مدد کی توفیق ان کو ملتی تھی۔ خلافت سے والہانہ محبت کرنے والے تھے۔ صاف سیدھی سچی اور کھری بات کہتے تھے اور خدا کے فضل سے موصی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔''

https://www.alfazl.com/2023/09/10/79157/

خاندان کا تعارف

ناصر صاحب کے دادا کا نام قدرت اللہ تھا۔ ان کے دو بیٹے تھے مکرم محمد عامل اور مکرم محمد شمس الدین۔ اپنے ایک مضمون '**میرا سسرال**' (Mar_Apr2017-UrduSection.pdf) میں دونوں بھائیوں کے قبول احمدیت اور بھاگلپور سے قادیان ہجرت کے واقعات لکھ چکی ہوں۔

ناصر صاحب کے تایا مکرم محمد عامل قریشی ۱۹۱۰ء میں ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے۔ ان کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں: شفیع احمد۔ نذیر احمد۔ محمد احمد' عزیز احمد'۔ علیمہ' سلیمہ' سکینہ اور امۃ الحئی۔

ناصر صاحب کے والد محمد شمس الدین فوج میں ملازم تھے۔ والدہ صاحبہ کا نام

سیدہ صدیقہ بیگم تھا۔ نانا کا نام مولوی سید عبداللطیف تھا جو اسکول میں پڑھاتے تھے اور نانی کا نام شریفن بی بی تھا جو بھیکن پور، بھاگلپور میں رہتے تھے۔ دو ماموں تھے جن کے نام سید انیس اور سید جلیس تھے۔ ایک خالہ تھی جس کا نام انیقہ تھا۔ ابا کے احمدی ہونے پر سب نے بہت مخالفت کی اور اِصرار کیا کہ واپس چلو یہ کافر ہو گیا ہے اس کو چھوڑ دو ہم اچھی جگہ شادی کرا دیں گے۔ اماں نے کہا کہ ہمیں کافر اچھا ہے ہمارے ساتھ پہلے سے اچھا سلوک ہے پہلے غصہ ناک پر دھرا رہتا تھا اب مجھ سے پہلے سلوک کی معافی مانگتے ہیں قرآن نماز پڑھتے ہیں میں تو ان کے ساتھ ہی رہوں گی۔ اماں ثابت قدم رہیں۔ خود بھی تحریری بیعت کر کے احمدیت قبول کر لی۔ قادیان آکر دوبارہ بیعت کی۔ اس پاک بستی میں رہتے ہوئے نہ صرف وطن سے دوری کی قربانی دی بلکہ خاندان بھی چھوٹ گیا۔ والد کی وفات کی خبر ملی تھی مگر جانہ سکیں۔ صرف ایک دفعہ ۱۹۳۸ء میں اپنی والدہ سے ملنے واپس بھاگلپور گئیں۔ تقسیم برصغیر سے پہلے خطوں سے رابطہ رہتا مگر اس کے بعد اپنے خاندان سے کوئی رابطہ نہ رہا۔ قادیان میں محلہ دار الفتوح میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیلؓ کے مکان کے قریب رہائش تھی۔ راقم الحروف کا آبائی گھر بھی اسی محلے میں تھا۔ آپس میں گھریلو تعلقات بن گئے۔

دوسری ہجرت

ناصر صاحب کے ابا قادیان میں جماعت کی کار چلانے لگے اس طرح بہت مبارک ہستیوں کا قرب اور مبارک ماحول نصیب ہؤا۔ بچے تعلیم حاصل کرنے لگے۔ ابھی پہلی ہجرت کے بعد کچھ سنبھلے ہی تھے کہ ۱۹۴۷ء میں پاکستان بنا تو ایک دفعہ پھر ہجرت کرنی پڑی۔ بہت کٹھن حالات میں جماعت کے انتظام کے تحت قادیان سے لاہور آگئے۔ کچھ عرصہ وہاں ٹھہرنے کے بعد بڑے بیٹے مکرم قریشی محمود احمد کے پاس کوئٹہ چلے گئے۔ جو فوج میں ملازم تھے۔ اور کوئٹہ میں متعین تھے۔ ناصر اس وقت ساتویں میں پڑھتے تھے۔ منجھلے بیٹے نور احمد قریشی صاحب کراچی میں تھے انہوں نے مشورہ دیا کہ کراچی میں بچوں کی پڑھائی وغیرہ کے زیادہ مواقع ہیں بڑا شہر ہے آپ ناصر کو کراچی بھیج دیں۔ یہ مشورہ سب کو پسند آیا۔ بھائی محمود نے کسی کراچی جانے والے صاحب کے ساتھ ناصر کو بھائی نور کا ایڈریس دے کر گاڑی میں بٹھا دیا کہ صدر میں دکان ہے وہاں پہنچا دینا۔ وہ صاحب بھائی کی دکان پر پہنچے تو ہفتے کا دن ہونے کی وجہ سے جلدی چھٹی ہو چکی تھی۔ اگلا دن اتوار تھا۔ ایڈریس صرف دکان کا تھا فون وغیرہ کا رابطہ نہ تھا برابر کی دکان والے کو کہا کہ اس بچے کو ساتھ لے جائیں اور پیر کی صبح جب دکان کھلے تو بھائی کے حوالے کر دیں۔ اس بھلے مانس نے اس اجنبی مہمان کو اپنے گھر رکھا اور پیر کی صبح بھائی کے حوالے کیا اس طرح ناصر کراچی پہنچ گئے۔ اور کراچی کے ہو گئے۔

کچھ دن بعد خاندان کے باقی لوگ بھی آگئے۔ بھائی نور احمد بندر روڈ (ایم اے جناح روڈ) پر جامع کلاتھ مارکیٹ کے سامنے عید گاہ میدان کے پیچھے رنچھوڑ لائن میں واقع ایک متروکہ بلڈنگ، جس کا نام موہن لال واگ جی بلڈنگ تھا، کے ایک فلیٹ میں اپنے خاندان کے ساتھ رہتے تھے۔ ابا کے آنے سے گھر میں آٹھ افراد کا اضافہ ہؤا۔ ابا، اماں، تین بچے کلثوم بشریٰ اور ناصر اور مرحومہ بیٹی زینب کا ایک بیٹا معین۔ ابا کی والدہ صاحبہ کی دو بیوہ بہنیں بھی ساتھ تھیں، ایک کمرے کے فلیٹ میں رہنا مشکل تھا اس لیے نو واردان اس بلڈنگ کی چھت پر سونے لگے۔ چھت پر پانی کے ٹینک کے ساتھ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی چھت اتنی نیچی تھی کہ کھڑے ہوں تو سر چھت کو لگے۔ اس کی دیواروں کو لکڑی کے تختوں سے اونچا کیا اور ٹین کی چھت ڈال کر ایک رہائشی کمرہ بنا لیا۔

بھائی کی تنخواہ کے سوا کوئی ذریعۂ آمد نہیں تھا۔ بہت سے مسائل کا بیک وقت سامنا تھا۔ ناواقفیت، اجنبی شہر، بے سروسامانی، بچوں کی تعلیم کا فکر۔ سب سے زیادہ فکر ناصر کو سکول میں داخل کرانے کا تھا۔ ابا نے اپنا ہمیشہ والا حربہ استعمال کیا یعنی دعا، دعا، دعا۔ اس وقت اس علاقے کے احمدی ریڈیو پاکستان کی عمارت کے قریب واقع احمدیہ لائبریری میں نمازیں پڑھتے تھے۔ ابا نے نماز میں بیٹے کے داخلے کے لیے خوب دعا کی۔ سلام پھیرا تو دائیں طرف کے نمازی سے دعا سلام ہوئی۔ باتوں باتوں میں اپنا مسئلہ بتایا ان صاحب نے کہا میں محکمۂ تعلیم میں ملازم ہوں۔ آپ فکر نہ کریں میں اس بچے کا داخلہ خود کرا دوں گا اس محسن نے نہ صرف بیٹے کا داخلہ کروایا بلکہ فیس بھی معاف کروا دی۔ یہ دستِ غیب سے مدد تھی جو اس غریب الوطنی میں بڑا سہارا بنی۔ اللہ بہترین کارساز ہے۔

ان مشکل حالات کا سامنا کرتے ہوئے ابا بیمار ہو گئے۔ چھت پر بسیرا تھا رات کو ٹھنڈ ہو جاتی، بدلتا موسم راس نہ آیا۔ ایک صبح نماز کے لئے نہ اُٹھے دیکھا تو ان پر فالج کا حملہ ہو چکا تھا۔ مناسب علاج کے لیے وسائل نہ تھے۔ کبوتر کا شوربہ اور حکمت کی دوا بمشکل مہیا کرتے رہے۔ ناصر نے تیرہ چودہ سال کی عمر میں والد کی مفلوج حالت کی بے بسی کو دیکھا۔ حکیم صاحب سے دوا لینے عید گاہ میدان سے مارٹن روڈ بسوں میں لے کر جاتے۔ ابا لاٹھی لے کر مشکل سے چلنے لگے مگر ٹانگوں میں جان کم تھی۔ اس وقت ناصر انہیں سہارا دے کر چلاتے۔ بڑی بہن آپا کلثوم کی شادی انہیں حالات میں ہوئی وہ سسرال سدھاریں۔ اس کے بعد ابا زیادہ دیر نہ جی سکے۔ بھاگلپور کے باسی نے زندگی کے بہت نشیب و فراز دیکھ کر بلڈنگ کی چھت پر یکم اگست 1949ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ احمدیہ لائبریری میں جنازہ پڑھا گیا اور دھوبی گھاٹ قبرستان میں دفن ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سکول میں پڑھنے والے لڑکے کے لئے والد صاحب کی وفات اندوہ ناک حادثہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ پڑھائی میں دل لگا رہا۔ مشکل حالات سے نبرد آزمائی نے محنت کا عادی بنا دیا۔ ۱۹۵۳ء میں این جے وی گورنمنٹ سکول سے میٹرک فرسٹ کلاس میں پاس کیا۔ پھر ڈی جے سائنس کالج سے انٹر سائنس کا امتحان اچھے نمبروں سے پاس کیا۔ خاندان میں میٹرک کے آگے کوئی نہیں پڑھا تھا۔ انٹر کے بعد سب نے مشورہ دیا کہ کوئی نوکری کر لیں۔ مگر ناصر کو تعلیم کا شوق تھا۔ خود ہی جا کر این۔ ای۔ ڈی انجنیئرنگ کالج میں داخلہ لیا۔ خوشی تو بہت ہوئی ۔ مگر وسائل معدوم تھے ۔ گھر میں میز کرسی تک کی سہولت نہیں تھی۔ سر پر ٹین کی چھت تھی نیچے فرش ٗگرمی سردی ہر موسم میں زمین پر بوریا بچھا کر بیٹھ جاتے اور گھنٹوں پڑھتے ۔ جو مل جاتا کھا لیتے۔ آپا کے بچوں کی کھیل کود بھی جاری رہتی۔ گھر کا چھوٹا موٹا کام بھی کرنا ہوتا مگر دھیان پڑھائی پر رکھا۔ کتابیں وغیرہ تو لائبریری سے لے لیتے یا ساتھیوں سے لے کر پڑھ لیتے لیکن داخلہ فیس ماہانہ فیس اور امتحان کی فیس دینے میں مشکل ہوتی۔ فیس کے لئے رقم جمع کرنے کے لئے بندرگاہ پر کلرک کا کام کیا جو رات بھر کرنا ہوتا۔ پیسے تو مل جاتے مگر ماحول پسند نہ آیا۔ رات بھر کام کرنے سے دن کو نیند آتی پڑھا بھی نہ جاتا۔ کام چھوڑ دیا۔ بہن بھائی اپنا گزارا مشکل سے چلا رہے تھے۔ ایک دفعہ ایک بہن نے جمع جوڑے پیسے فیس کے لئے دیے تو ایک دفعہ دوسری بہن کی سونے کی چوڑیاں اس وعدے پر فروخت کر کے فیس جمع کروائی کہ اتنے ہی وزن کی چوڑیاں بنوا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ ایک آسان سی ٹیوشن کا انتظام ہو گیا۔ گورنمنٹ کے ایک اعلیٰ افسر مرزا صاحب تھے جن کے دو لڑکوں کو ریاضی میں مدد کی ضرورت تھی۔ ہفتے میں دو دن پڑھانا ہوتا تھا۔ محنت سے پڑھایا وہ اچھے نمبر لینے لگے۔ انہوں نے بہت قدر کی۔ ٹیوشن فیس بھی معقول دیتے۔ اس خاندان سے اچھے مراسم ہو گئے بلکہ ان کے حسنِ سلوک کا ایک واقعہ تو لکھنے کے قابل ہے۔ انجنیئرنگ کا آخری سال تھا ناصر کو ٹائیفائڈ ہو گیا۔ ٹیوشن پڑھانے نہیں جا سکتے تھے نہ اطلاع دے سکتے تھے کہ کیوں غیر حاضر ہوں مرزا صاحب کو خیال آیا کہ لڑکے نے یک دم آنا چھوڑ دیا ہے کسی مشکل میں نہ ہو' حال پوچھنا چاہیے۔ کہیں سے پتہ پوچھتے پوچھتے گھر تک آ گئے ناصر چھت والے کمرے میں زمین پر چادر بچھا کر بے سُدھ لیٹے تھے۔ کمرے میں بیٹھنے کے لئے کوئی کرسی تک نہ تھی۔ مہربان مرزا صاحب نے دہلیز پر بیٹھ کر بڑی شفقت سے بات کی۔ بقیہ ٹیوشن فیس ادا کی اور تسلی دی کہ فکر نہ کریں جب ٹھیک ہو جائیں تو پڑھانے آ جائیں فیس ملتی رہے گی۔ ناصر بتاتے تھے کہ اس وقت دوا کے لئے بھی پیسے نہیں تھے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتظام ہوا تھا۔ تعلیم کا یہ سفر ۱۹۵۹ء میں این ای ڈی کالج سے بی ای الیکٹریکل مکینیکل کی ڈگری کے ساتھ مکمل ہوا۔

پڑھائی کے زمانے کی تفریح دوستوں کے ساتھ پیدل کلفٹن جانا ہوتی۔ پانی کی بوتل اور دو پیسے کے چنے مل جانا عیاشی تھی۔ امن و امان کا زمانہ تھا۔ اس زمانے کے کراچی کی دلچسپ باتیں بتاتے جب سڑکیں دھلا کرتی تھیں۔ کھلے میدان تھے جہاں بعد میں آسمان گیر عمارتیں بنیں۔

ابھی کوئی ملازمت شروع نہیں کی تھی کہ ایک بڑا مسئلہ آ گیا۔ حکومت کی طرف سے متروکہ جائداد پر قبضہ کرنے والوں کو نوٹس آیا کہ سب فلیٹوں اور چھت کی نیلامی ہو گی۔ جو وہاں رہتے ہیں ان کو ترجیح دی جائے گی مگر رقم نقد ادا کرنی ہو گی۔ چھت ہی تو ایک ٹھکانا تھا۔ آپا بشریٰ کی شادی کے بعد ان کے میاں مکرم قریشی نذیر احمد بھی چھت پر ہی آ رہے تھے اور دو تین کمرے بھی بنا لئے تھے۔ یہ بھی نہ رہتا تو کہاں جاتے؟ ابھی مکان کرائے پر لینے کی استطاعت نہیں تھی۔ مگر قیمت کہاں سے آتی؟ ناصر کو اس وقت یہ توفیق ملی کہ جو کچھ جمع جوڑا ہے پیش کر دیں چنانچہ بولی میں کھڑے ہو گئے جو چھ سو روپے سے شروع ہو کر ۳۵۰۰ روپے تک گئی آخری پیش کش ان کی تھی چھت الاٹ ہو گئی۔ اس چھت پر ہم کئی سال رہے پھر کرائے کا مکان لیا۔ آپا بشریٰ کا خاندان تو ۱۹۸۹ء تک رہا۔ آپا اس وقت کو یاد کر کے بہت دعائیں دیتی تھیں۔ آپا کی دعاؤں سے ایک اور واقعہ یاد آ گیا۔ ۱۹۶۷ء میں بھائی نذیر کو دل کا دورہ پڑا تھا۔ ہسپتال سے چھٹی ہوئی تو ڈاکٹر نے سیڑھیاں چڑھنے سے منع کیا گھر تو چھت پر تھا ناصر گود میں اٹھا کر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر لائے۔ مشکل وقت میں کام آنے سے بہت دعائیں ملیں۔

ملازمت ملنے کا واقعہ بھی لکھنے کے قابل ہے۔ نماز پڑھنے احمدیہ ہال کراچی گئے تو مکرم مولانا عبد المالک خان صاحب نے ملازمت کے بارے میں استفسار کیا۔ عرض کیا کہ ابھی تلاش جاری ہے۔ مولانا موصوف نے اسی وقت مکرمہ بیگم شاہنواز سے فون پر تعارف کرایا اور فرمایا کل چلے جانا کام مل جائے گا۔ اگلے ہی دن ان کے ریستوران میں ایر کنڈیشننگ کے نظام کی دیکھ بھال پر متعین ہو گئے۔ لاہور کے ہوٹل فلیٹیز میں بھی کام کیا اور کمپنی کی طرف سے ٹریننگ کے لئے انڈیا جانے کا موقع ملا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ فائزر کمپنی میں کام کیا۔ تنخواہ معقول تھی مگر اس خیال سے کہ سرکاری ملازمت میں زیادہ سہولتیں مل سکتی ہیں محکمہ ٹیلیفون میں ملازم ہو گئے۔ اس ملازمت میں پہلے دو سال ہری پور میں ٹیلی کمیونیکیشن ٹریننگ کالج میں ٹریننگ لینی لازمی تھی۔ ہری پور میں تھے جب گھر والوں کا شادی کرنے کا اصرار بڑھ گیا۔ مختلف زیر غور رشتوں میں سے میری طرف خیال جانے کی وجہ یہ بنی کہ قادیان میں سب قریب رہے ہوئے تھے ان کی اور میری بہنیں آپا کلثوم اور آپا لطیف گہری سہیلیاں تھیں۔ یہ تعلقات ہجرت کے بعد بھی قائم رہے۔ جلسے پر کراچی سے آپا کلثوم آتیں تو

آپا کے گھر ٹھہرتیں۔ اسی قیام کے دوران اپنے بھائی کے لئے مجھے پسند کر لیا۔ ان کے بڑے بھائی مکرم محمود قریشی ہمارے گھر کے سامنے اپنا گھر تعمیر کرا رہے تھے امی جان کے پاس مشورے کے لئے آتے تھے۔ ان کو بھی یہ خیال پسند آیا۔ ان کی اماں کے سوا سب نے مجھے دیکھا ہوا تھا ناصر ان کو ربوہ لائے تا کہ ایک نظر دیکھ لیں۔ اماں اتنی سادہ خاتون تھیں کہ ہمارے گھر آئیں تو میری امی جان سے کہا آپ کی جس بیٹی کا نام باری ہے اسے کہیں ہمارے لئے پانی لائے۔ امی جان مسکرائے بغیر نہ رہ سکیں۔

بات چلی تو ناصر صاحب کو اپنا ایک خواب یاد آیا جو انجینیئرنگ کے آخری سال میں دیکھا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ایک ملاقات میں مصافحہ کرنے کے بعد عرض کیا کہ مجھے ٹانگ میں تکلیف رہتی ہے کوئی دوا تجویز فرمادیں۔ آپؓ نے فرمایا 'حضرت مرزا بشیر احمدؓ کی جیب میں ایک نسخہ ہے وہ لے لو'۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ جسے دیکھا جا رہا ہے وہ ایک درویش قادیان کی بیٹی ہے تو حضرت میاں صاحب ناظر خدمت درویشاں کی جیب میں نسخہ اپنے خواب کی تعبیر سمجھا۔ رشتہ مانگنے سے شادی تک دو سال لگے ہوں گے اس اثنا میں ہمارے گھر کراچی کا سوہن حلوہ بہت آتا رہا۔ یکم مارچ ۱۹۶۳ء کو نکاح ہوا اور ۲۴ دسمبر کو شادی۔ الفضل میں شادی کا اعلان ہوا۔

"تقریب رخصتانہ

مورخہ ۲۴ دسمبر کو بعد نماز عصر مکرم میاں عبد الرحیم صاحب دیانت درویش قادیان کی صاحبزادی محترمہ امۃ الباری صاحبہ ایم اے لیکچرار جامعہ نصرت ربوہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جس میں دیگر متعدد بزرگان سلسلہ و احباب جماعت کے علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے بھی شمولیت فرمائی۔

اس موقع پر تلاوت قرآن مجید کے بعد جو مکرم حافظ محمد رمضان صاحب نے فرمائی مکرم عبد السلام صاحب ظافر مولوی فاضل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیہ نظم خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔ جس کے بعد حضرت مولوی محمد الدین صاحب ناظر تعلیم نے اجتماعی دعا کرائی۔ مورخہ ۲۹ دسمبر کو دعوت ولیمہ عمل میں آئی جس میں بہت سے احباب شامل ہوئے۔

محترمہ امۃ الباری صاحبہ کا نکاح یکم مارچ ۱۹۶۳ء کو مکرم ناصر احمد صاحب قریشی اسسٹنٹ ڈویژنل انجنیئر پاکستان ٹیلیگراف و ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ ابن محترم قریشی محمد شمس الدین صاحب بھاگلپوری مرحوم سے طے پایا تھا۔ بزرگان سلسلہ و احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔" (الفضل ۱۲ جنوری، ۱۹۶۴ء)

اس وقت ربوہ میں شادیاں سادگی سے ہوتی تھیں۔ ایک کاغذ پر بچی کو دعاؤں سے رخصت کرنے کی دعوت کے ساتھ مدعوئین کی فہرست بنا دی جاتی اور گھر گھر دکھا کر دستخط لے لئے جاتے۔ دلہن بھی گھر میں ہی سہیلیاں مل کر سجا دیتیں۔ گھر کے صحن میں کرسیوں اور چارپائیوں پر مہمان بیٹھ جاتے۔ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا کہ دلہن بھی حضرت اقدس علیہ السلام کے مبارک خاندان کی خواتین نے بنایا اور کئی معزز بزرگوں نے دعاؤں سے رخصت کیا۔ رخصتی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی کار میسر آگئی، جس کے ڈرائیور ناصر صاحب کے تایازاد مکرم نذیر احمد قریشی تھے، جس پر تھوڑا سا چکر کاٹ کر قریب ہی شادی کے لئے کرایے پر لئے گئے گھر میں اُتار دیا تھا۔ بارات پیدل آئی تھی۔ ربوہ میں بہت کاریں نہیں ہوتی تھیں۔ شادی میں ان کے سب بہن بھائی شریک ہوئے تھے۔ بڑے بھائی مکرم محمود قریشی نے باپ کی طرح سب انتظامات کئے۔

اس وقت ناصر صاحب ہری پور میں ٹریننگ لے رہے تھے۔ اس لئے مجھے کچھ عرصہ ربوہ میں رہ کر ملازمت جاری رکھنے کا موقع مل گیا۔ اس زمانے کی ایک بات نے مجھے متأثر کیا۔ کالج سے جو تنخواہ ملتی اور استعفیٰ دینے کے بعد فنڈز وغیرہ ملے انہوں نے کہا یہ اپنی امی کو دے کر گھر آنا اس پر میرا حق نہیں ہے۔

ٹریننگ کے بعد ۱۹۶۴ء میں کراچی میں بطور اسسٹنٹ ڈویژنل انجینیئر متعین ہوئے تو ہم کراچی آگئے۔ چھت والا کمرہ ہمیں مل گیا۔

والدہ صاحبہ اور بہن بھائیوں سے حسن سلوک

ناصر صاحب اپنی والدہ کو اپنی ذمہ داری سمجھتے۔ میری شادی کے بعد وہ تین چار سال زندہ رہیں۔ محبت کرنے والی سادہ سی خاتون تھیں۔ ہمیں اماں کی خدمت کا موقع ملا۔ جہاں بھی گئے اماں کو ساتھ رکھا۔ اس طرح اماں ہری پور، لاہور، ربوہ اور کراچی میں ہمارے ساتھ رہیں۔ ناصر صاحب کو اندرون ملک کہیں بھی سفر کے لئے اپنے محکمے کی طرف سے ریل گاڑی کی فرسٹ کلاس میں دو افراد کے ڈبے میں سفر کے پاس کی سہولت حاصل تھی۔ اماں کو کراچی سے لاہور لے کر جانا تھا۔ مجھے سیکنڈ کلاس میں بٹھایا اور اماں کو اپنے ساتھ فرسٹ کلاس میں لے کر گئے۔ اماں کو شوگر کی تکلیف تھی ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق غذا اور پرہیز کا بہت خیال رکھتے۔ حکمت، ہومیو پیتھک، ایلو پیتھک سب دوائیں استعمال کراتے۔ ڈاکٹروں کی فیسوں، دواؤں پر خرچ کی پرواہ نہ کرتے۔ ناصر صاحب کو گھر کے کاموں کی بالکل عادت نہیں تھی۔ مگر اماں کے لئے انڈا پھینٹ کر اس میں تیز گرم دودھ ڈالتے اور ٹھنڈا کر کے اماں کو پلاتے۔ اُگالدان خود صاف کرتے۔ بستر بدل دیتے۔ ۱۶۔ اپریل ۱۹۶۷ء کو اماں کی حالت خراب ہوئی ہسپتال لے کر جانا تھا سب سے اچھے ہسپتال کا انتخاب کیا اور سب سے اچھا کمرہ بک کروایا۔ اماں کو کندھے پر اٹھا کر ایمبولینس تک لے کر گئے مگر راستے میں ہی اماں اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انتہائی صبر سے اگلے سفر کی تیاری کی۔ موصیہ تھیں ربوہ لے کر گئے اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

ناصر صاحب بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ ان کی پیدائش سے پہلے دو بیٹے کم سنی میں وفات پاگئے تھے اس لئے بھی سب کے لاڈلے تھے۔ انہوں نے بھی پیار کا حق خوب ادا کیا۔ سب کے کام آنے کی کوشش کرتے۔ سب اپنے بچوں کی تعلیم 'ملازمت اور شادی بیاہ میں مشوروں اور انتظامات میں ان کی رائے کو فوقیت دیتے۔ اپنے عزیزوں کو زندگی میں میسر سہولتوں میں شامل رکھتے اور بہت دعائیں لیتے۔ خاکسار سے بھی سب کا سلوک بہت محبت بھرا تھا۔

ملازمت

محکمہ ٹیلی فون و ٹیلیگراف میں پہلی پوسٹنگ کراچی میں بطور اسسٹنٹ ڈویژنل انجنیئر ہوئی۔ ۱۹۶۵ء میں ڈویژنل انجنیئر بنے اور اسی سال لاہور ریجن میں تبادلہ ہوگیا۔ ۱۹۶۹ء تک لاہور رہے وہیں سے کینیڈا ٹریننگ کے لئے بھیجے گئے واپسی پر ۱۹۷۰ء میں کراچی پوسٹنگ ہوگئی۔

۱۹۷۳ء میں ڈائریکٹر کے عہدے پر ترقی ہوئی۔ ۱۹۷۵ء میں اسلام آباد پوسٹنگ ہوئی اور ڈپٹی چیف انجنیئر اور ڈائریکٹر ٹریننگ مقرر ہوئے۔

۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۳ء تک صوبہ سندھ کے ڈائریکٹر سٹور اور ورکشاپ کی حیثیت سے کام کیا۔ ۱۹۸۴ء میں پھر ترقی ہوئی اور جنرل منیجر بنائے گئے۔

۱۹۸۵ء میں محکمے کی طرف سے سویڈن اور لندن جانا ہوا۔

۱۹۸۷ء سے ۱۹۸۹ء تک کوئٹہ میں جنرل منیجر رہے۔ وہاں سے ۱۹۸۹ء میں واپس کراچی تبادلہ ہوا اور جنرل منیجر کے ٹی آر متعین ہوئے۔

۱۹۹۲ء میں فرانس 'لندن اور نیویارک جانا ہوا۔ ۱۹۹۳ء میں تھائی لینڈ اور ۱۹۹۴ء میں کوریا کا دورہ کیا۔ ۱۹۹۵ء میں جینیوا' سوئٹزرلینڈ اور ۱۹۹۸ء منیلا فلپائن جانا ہوا۔

اگست ۱۹۹۸ء میں ریٹائر ہوئے مگر محکمے کی طرف سے اضافی وقت دیا گیا اس طرح ۱۹۹۸ء سے ۲۰۰۱ء تک محکمے کی ملازمت سے وابستہ رہے۔

عام معمولات میں دفتری کام کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے۔ ذاتی دلچسپی لے کر تندہی سے کام کرتے۔ ایک ذمہ دار 'ایمان دار اور محنتی افسر کی شہرت حاصل تھی۔ ملک کے اعلیٰ ترین افسروں سے ملنا جلنا تھا۔ احمدی ہونا کسی سے چھپا نہ تھا۔ بڑی دفا سے کام کرتے سب جانتے تھے کہ یہ شخص رشوت دینا اور لینا ناجائز خیال کرتا ہے۔ کام وہی کرتے جس کی قانون اجازت دیتا تھا۔ سفارش سے فائدہ نہ ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ایک بہت بڑے منصوبے کے لئے ٹینڈر رکھوا۔ ایک پیش کش پسند آئی۔ کام بہت بڑا اور اہم تھا سوچا کہ خود جاکر کمپنی کے حالات دیکھ کر فیصلہ کریں۔ یہ کوئی ذاتی کام نہیں تھا۔ اصولاً اس ٹینڈر کو قبول کرنے پر کوئی گرفت بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر بھی اپنی تسلی کے لئے بغیر اطلاع کے مذکورہ پتے پر پہنچے تو ایک صاحب دو کانوں کے سامنے ایک چارپائی پر بیٹھے ملے۔ تھوڑی سی گفتگو سے اندازہ ہوا کہ انہی صاحب نے ٹینڈر بھرا تھا کوئی کمپنی وغیرہ نہیں تھی۔ اس طرح حکومت کو بہت بڑے نقصان سے بچا لیا۔ سرکاری دفاتر میں جعلی بلوں پر دستخط کرواکے آپس میں رقم بانٹ لینا عام ہے لیکن ان سے جعلی بل بناکر وصول کرنا مشکل تھا۔ ہیرا پھیری کو سمجھ لیتے۔ ایک دفعہ کچھ سرکاری افسروں کا امتحان لینا مقصود تھا۔ پرچے بنانے 'سنبھالنے اپنی نگرانی میں تقسیم کرنے اور کمال احتیاط سے نمبر لگانے میں بہت محنت کی۔ سفارشوں اور رشوتوں کی بھرمار پر توجہ نہیں دی۔ میرٹ پر نتیجہ نکالا یہ اصول پسندی شاید ہی محکمے نے کبھی دیکھی ہو۔ دفتر میں دوپہر کا کھانا گھر سے منگواتے تھے۔ جائز سرکاری مراعات کا بھی ضرورت کے مطابق فائدہ اٹھاتے تھے۔ ایک دفعہ دفتر میں کسی واقعہ کے نتیجے میں سب کو نصیحت کی کہ رازق خدا تعالیٰ ہے جتنا ملتا ہے اس پر شکر کرنے کی عادت ڈالیں۔ اس قسم کی نصیحت ان کے مفادات کے خلاف تھی۔ بعض شر پسندوں نے اپنی انا کا مسئلہ بناکر ہنگامہ کھڑا کردیا۔ لوگوں کو ابھارنے کے لئے جلوس نکالا بینرز پر مذہبی منافرت والے نعرے لکھے اور دھرنا دے کر بیٹھ گئے۔ جلتی پر تیلی کا کام کرنے والے میڈیا کے نمائندے اور سیاسی پارٹیوں کے کارکن بھی آگئے۔ حالات بگڑ گئے۔ اخبارات نے تصویروں کے ساتھ خبریں دیں۔ ہوا یہ کہ معاملہ حد سے نکلتا ہوا دیکھ کر انہیں میں سے بعض نے صلاح دی کہ سیاست نہ جانے کیا رخ اختیار کرے۔ یہیں پر قصہ ختم کرنا چاہئے۔ چنانچہ ہڑتالیوں نے لکھا کہ ہمارے مطالبات مان لئے گئے ہیں معاملہ رفع دفع ہوگیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان تھا۔

ایک واقعہ کوئٹہ کا ہے۔ کوئٹہ ٹرانسفر ہوئی تو اکیلے ہی کوئٹہ گئے ہم کراچی میں ہی رہے۔ اختتام ہفتہ پر کراچی آجاتے۔ ایک دفعہ کراچی آئے ہوئے تھے یہ ۱۶ ستمبر ۱۹۸۹ء کی صبح تھی معمولاً اخبار دیکھتے ہوئے ایک خبر پر نظر پڑی:

"محکمہ ٹیلی فون اور ٹیلی گراف کے جنرل منیجر ناصر احمد قریشی سمیت پانچ افراد پر مقدمہ"

کوئٹہ۔ سول لائنز پولیس نے محکمہ ٹیلی فون اور ٹیلی گراف کے جنرل منیجر ناصر احمد قریشی سمیت پانچ افسروں کے خلاف قادیانیت کی تبلیغ کرکے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا مقدمہ درج کیا ہے۔ مجرموں کی گرفتاری کے لئے جگہ جگہ چھاپے مارے جارہے ہیں۔

دوسرے اخباروں میں یہ بھی لکھا تھا کہ تعزیرات پاکستان کے تحت مذہبی منافرت پھیلانے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور شعائر اسلام کی توہین کرنے اور تحفظ امن عامہ آرڈیننس کے مطابق ملزمان پر مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ مجلسِ تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے ۸۹۲C کا

مطالبہ کیا ہے کہ اس میں اس دفعہ کو بھی شامل کی جائے اور ان کی ناپاک سازشوں سے اسلام کو محفوظ رکھا جائے ورنہ مجلسِ عمل خود لائحہ عمل تیار کرے گی۔

یہ کراچی اور کوئٹہ کے سب اخباروں میں چھپنے والی خبروں کا خلاصہ ہے۔ فوری طور پر مکرم امیر صاحب کراچی اور مکرم امیر صاحب کوئٹہ کو اطلاع دی۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ تعالیٰ کو دعا کے لئے فیکس کیا۔ جماعت کے احباب پر آئے دن مقدمات بننے کی خبریں آتی تھیں سب کے لئے دعا بھی کرتے تھے مگر جب یہ انگارے اپنے گھر میں گرے تو تشویش کا عالم ہی دوسرا تھا۔ اگلے دن ان کو واپس کوئٹہ جانا تھا۔ خبر کا لہجہ بتا رہا تھا کہ فوری طور پر گرفتار کر لئے جائیں گے۔

اتوار کے اخباروں میں اس خبر میں نمک مرچ کا اضافہ کر دیا گیا تھا الفاظ میں زیادہ شدت تھی۔ من گھڑت خبر میں زہر گھولا جا رہا تھا۔ ملک کو قادیانی فتنہ سے بچانے کی ایک ہی صورت تھی کہ جنرل منیجر کو کلیدی عہدے سے ہٹایا جائے۔ ورنہ اسلام پر حملوں کا منہ توڑ جواب دیا جائے گا کچھ دفعات بڑھانے کا مطالبہ بھی تھا۔ پر زور اپیل یہ بھی تھی کے جمعہ کے روز جنرل منیجر کے خلاف مذمت کی قرار دادیں پاس کی جائیں۔ اس کارِ شر کا سہرا اپنے سر سجانے کے لئے نام نہاد علماء کی لمبی فہرستیں بھی خبر میں شامل ہو گئیں ایف آئی آر میں لکھا تھا کہ مجرموں سے مبینہ طور پر چھبیس کاغذات برآمد ہوئے ہیں جن میں سے ایک حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طبع شدہ تقریر بر موقع صد سالہ جشن تشکر بھی تھی۔

سب کے مشورے سے فیصلہ ہوا کہ ناصر صاحب کوئٹہ جائیں پھر جو حالات ہوں گے اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ پہلے کوئٹہ جاتے تھے تو دو تین ہفتے کی تیاری کر کے جاتے تھے اس دفعہ کچھ پتہ نہیں تھا کہ کیا حالات ہوں گے اس لئے سب سے زیادہ تو میری تربیت ہوئی مضبوط فرض شناس ساتھی کی موجودگی میں مجھے بعض کام کرنے کا کبھی موقع ہی نہیں ملا تھا اپنے بنکوں کے چیک کاٹنے سکھائے۔ پھر ایسے احباب کے فون نمبر نوٹ کرائے جو مشکل میں کام آسکتے تھے۔ بچوں کو بھی ذمہ داری لینے کی ہدایات دینے کا سلسلہ جاری رہا۔ اپنے لئے ضروری سامان اور دوائیں خریدیں۔ شام ہوئی تو ہمیں اللہ کے سپرد کر کے کوئٹہ روانہ ہوئے۔ غیر یقینی حالات اُمڈتے ہوئے خطروں کے سائے میں فی امان اللہ کہہ کر رخصت کیا۔

عزیز و اقارب جاننے والے، احمدی احباب جو خبریں پڑھ رہے تھے خیریت پوچھنے کے لئے فون کر رہے تھے سب کو دعا کی درخواست کرتی رہی۔ ایسے وقت میں برے برے خیال زیادہ آتے ہیں۔ لحہ لحہ فکر میں اضافہ ہو رہا تھا۔ ناصر صاحب پورے ریجن کے جنرل منیجر تھے ان کی نقل و حرکت کوئی ڈھکی چھپی رہنے والی بات نہ تھی۔ اس وقت یہی لگ رہا تھا کہ ٹرین سے اترتے ہی گرفتار کر لیا جائے گا کیونکہ کوئٹہ اسٹیشن پر سرکاری گاڑی لینے آتی تھی اور رہائش بھی سرکاری گیسٹ ہاؤس میں تھی جہاں یہ تنہا رہتے تھے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ کوئٹہ میں اگر سیدھے گیسٹ ہاؤس میں جانے کی بجائے کوئی احمدی دوست ان کو گھر لے جائیں تو بہتر ہو گا۔ ان سے بہت دفعہ مکرم طاہر خلیفہ اور مکرم رشید صاحب کوئٹے والا کا نام سنا تھا ان کو فون کر کے صورت حال بتائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے صبح سٹیشن پر آگئے اور ناصر صاحب کو اپنے گھر لے گئے۔ ناشتہ کروایا اور حالات کا جائزہ لے کر اعلیٰ افسران سے ملنے کا پروگرام بنایا۔ یہ احباب کوئٹہ کے پرانے رہنے والے تھے خاصا اثر و رسوخ رکھتے تھے۔ جبکہ ناصر صاحب کا بھی کوئٹہ کے اعلیٰ سطح کے افسران سے تعارف تھا بلکہ تیزی سے ترقیاتی کام کروانے کی وجہ سے خاصے مقبول تھے۔ آپ معمول کے مطابق دفتر جاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان کہ کسی کو ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہوئی اس دوران دفتر کے ماتحت سٹاف نے جو مخالفت میں تیز ہو گیا تھا ایک دستخطی تحریک چلائی ایک سرکلر لکھ کر اس پر دو اڑھائی سَو لوگوں کے دستخط کروائے جس میں کیس کو آگے نہ بڑھانے پر سنگین اقدامات کی دھمکیاں بھی تھیں۔ ایسے میں پیارے حضور رحمہ اللہ کا پیارا مکتوب موصول ہوا جس میں تحریر تھا:

"آپ فکر نہ کریں میں نے پتہ کروالیا ہے ان شاء اللہ کوئی مسئلہ نہیں ہو گا دعا کر رہا ہوں۔"

بعد میں پتہ لگا کہ پیارے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکرم امیر صاحب سے کیس کے بارے میں دریافت فرمایا تھا اور ہدایات دی تھیں۔ دعا آسمان پر گئی اور زمین پر مسئلہ حل ہونے کے سامان شروع ہو گئے۔ مکرم رشید صاحب اور مکرم خلیفہ طاہر صاحب نے ناصر صاحب کے ساتھ ڈپٹی کمشنر صاحب اور چیف سیکرٹری صاحب سے ملاقات کا انتظام کیا وہ ان کو اچھی طرح جانتے تھے محکمہ کے ترقیاتی کاموں کے سلسلے میں ان سے میٹنگز ہوتی رہتی تھیں ساری بات سن کر تسلی دی کہ فکر نہ کریں کیس میں کوئی جان نہیں ہے کچھ دنوں میں گرد بیٹھ جائے گی۔

اخبارات کے شور کی وجہ سے حکومت کی طرف سے دائر کردہ کیس کو بغیر کارروائی کے ختم کرنا مشکل تھا۔ اعلیٰ افسروں کی ایک میٹنگ میں چیف منسٹر صاحب نے بے کار کی بات اچھالنے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ ایف آئی آر پر کوئی کارروائی نہ ہوئی۔ ظاہر ہے کہ کیس پر کارروائی اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضورؒ کی دعا سے رکی تھی۔ چند دنوں میں کیس تحلیل ہو گیا۔ اور زندگی معمول پر آگئی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

ناصر صاحب کے خلاف یہ ایک مذموم سازش تھی پہلے بھی بہت دفعہ مخالفانہ کارروائیاں ہوئی تھیں مگر اس حد تک نہیں گئے تھے دشمن احمدیوں کو اچھی پوسٹ پر برداشت ہی نہیں کر سکتے تھے۔ کلیدی آسامیوں سے ہٹانے کی عمومی کوششیں اور مطالبے کام نہ آئے تو کیس میں پھنسا کر ہٹانا چاہا۔ یہ کوشش بھی ناکام ہوئی اور ہمیں اللہ

تبارک تعالیٰ نے اپنے رحم کے کئی نظارے دکھائے خلیفۂ وقت اور احباب جماعت کی دعائیں حاصل ہوئیں۔ کراچی میں پہلے سے بہتر جگہ پر ٹرانسفر ہوئی۔ لھولگا کے دِین کی خاطر دکھ اٹھانے والوں میں شامل ہو گئے۔

میرے والدین اور عزیزوں سے حسن سلوک

مجھے یہ لکھتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ ناصر صاحب نے میرے والدین کا بڑی محبت سے احترام کیا۔ جب بھی خدمت کا کوئی موقع ملا خلوص دل سے ہر کام پر ترجیح دی۔ امی جان جب بھی ہمارے گھر آتیں ہر طرح آرام کا خیال رکھتے۔ اباجان کو قادیان میں ایک دوا کی ضرورت کا علم ہؤا تو بھیجنے کا انتظام کیا۔ اباجان کہا کرتے تھے ناصر میری بیت الدعا کی گریہ وزاری کا پھل ہے۔

ان کو ایک ایسی کتاب تحفہ میں دی جو کئی لحاظ سے تاریخی اور یادگار ہے۔ یہ 'اسلامی اصول کی فلاسفی' کا ابتدائی ایڈیشن ہے۔ جس پر ان کے والد صاحب اور میرے اباجان کی تحریر ہے۔

This book belongs to
Molvi Muhammad Shamsud-din Ahmadi
Sindh Club Karachi
8-12-18

اس پر ایک بیضوی مہر بھی لگی ہوئی ہے جس پر کندہ ہے۔

MD. Shamsuddin Ahmadi
Ahmadia Library
Barahpura Bhagalpur

اباجان نے اس پر نوٹ لکھا ہے۔ "یہ کتاب ایک خاص نظریہ سے خریدی ہے۔ امید ہے عزیز ناصر احمد کو اس سے بہت خوشی ہو گی۔ کم از کم میں تو اس سے بہت خوش ہوا۔" والسلام عبدالرحیم سات دسمبر 1961ء

۱۹۷۸ء کی بات ہے۔ ہم اسلام آباد میں رہتے تھے اباجان ربوہ آئے ہوئے تھے۔ ہم چاہتے تھے کہ اباجان ہمارے پاس بھی آئیں۔ ان دنوں ناصر صاحب کسی کام سے کراچی ٹرین سے گئے تو واپسی پر ربوہ رک کر اباجان کو ساتھ لانے کا پروگرام بنا۔ اباجان نے اپنے ایک خط میں بڑا اچھا ذکر کیا۔ آپ نے لکھا:

'ناصر نے گارڈ کو کہہ رکھا تھا کہ ربوہ سے اپنے والد صاحب کو ساتھ لینا ہے۔ دو کا ڈبہ تھا میں نیچے والی سیٹ پر لیٹ گیا ناصر اوپر والی سیٹ پر۔ صبح راولپنڈی پہنچے اسلام آباد تک کا سفر ان کی کار میں کیا پرانے شہر سے گزر کر کار ایک خوب صورت کوٹھی کے سامنے رکی دروازے پر باری پیاری ملی شاید ساری رات انتظار میں گزاری تھی۔ جذبات میں ہیجان تھا دونوں کو جس طرح ملنا تھا ملے۔ دونوں نے میرے آرام کا ہر طرح خیال رکھا۔ ناصر سب عزیزوں سے ملانے خود لے کر گئے سیر بھی کروائی قدرت نے باری کو عجیب استقامت' ہمت اور حوصلہ دے رکھا ہے۔ جمعہ اسلام آباد کی مسجد میں پڑھا'

۱۶۔ اکتوبر ۱۹۷۸ء

یہ اباجان کا اسلام آباد کا پہلا اور آخری سفر تھا۔

میرے بہن بھائیوں' بھابھیوں اور بہنوئیوں سے بھی اچھا سلوک تھا۔ آپا لطیف تو رشتہ کرانے میں پیش پیش تھیں پھر سمدھن بھی بن گئیں ہم زیادہ تر ایسے شہروں میں رہے۔ جہاں ہوائی اڈے ہیں اس لئے بیرون ملک جانے اور آنے والے ہمارے پاس ٹھہرتے ناصر صاحب سفر کے سب معاملات اپنے ہاتھ میں لے لیتے اور بہت سی ہدایات دے کر رخصت کرتے۔ ایر پورٹ پر اندر تک جانے کی رعایت حاصل تھی اس سے سہولت ہو جاتی۔ باجی امۃ الرشید کئی دفعہ ذکر کرتی ہیں کہ ایک دفعہ اصرار کر کے ساتھ کھانا باندھ دیا۔ ہم کہتے رہ گئے کہ ہوائی سفر میں ضرورت نہیں ہو گی۔ مگر اصرار سے ساتھ اٹھوا دیا جو فلائیٹ میں تاخیر کی وجہ سے کام آیا۔

ہماری ایک عزیزہ کو فیڈرل بی ایریا والے گھر میں اوپر کی منزل پر چھ سات سال رہنے کی سہولت دی۔ ۲۰۱۰ء میں امریکہ منتقل ہوئے تو اپنا گھر ایک عزیز کو رہنے کے لئے دے دیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اجر عظیم سے نوازے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی موقع دیا کہ کئی لڑکوں کو نوکری دلائی۔ بعض لوگوں کو من پسند جگہ پر ٹرانسفر کرا کے ان کے مسائل حل کیے۔ بعض والدین اپنے لڑکوں کو لے کر مشورے کے لئے آتے آپ ہمیشہ تعلیم جاری رکھنے کا مشورہ دیتے اور نصیحت کرتے کہ پیسہ کمانے لگے تو دھیان پڑھائی سے ہٹ جائے گا دل لگا کے پڑھ لیں تو نوکری اچھی ملے گی۔

جماعتی خدمات

قادیان میں پیدائش اور بچپن نے رگوں میں نظام خلافت سے پر خلوص وابستگی بھر دی تھی۔ نماز جمعہ پڑھنے کے لئے خاص اہتمام کرتے۔ ایم ٹی اے سے خطبات دل جمعی سے سنتے۔ دعا کے لئے خطوط لکھواتے۔ جب بھی موقع ملا جماعت کی خدمت کے لئے حاضر رہتے۔ مندرجہ ذیل جماعتوں اور شعبہ جات میں خدمت کا موقع ملا۔ الحمدللہ:

نمبر ۱۔ صدر حلقہ ناظم آباد شمالی کراچی ۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۵ء۔

نمبر ۲۔ نائب ناظم انصاراللہ (شعبہ صحت جسمانی) حلقہ صدر ضلع کراچی ۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۴ء

نمبر ۳۔ نائب صدر حلقہ صدر کراچی ۲۰۰۰ء تا ۲۰۰۱ء۔

نمبر ۴۔ زعیم اعلیٰ انصار اللہ حلقہ صدر کراچی ۱۹۹۸ء تا ۲۰۰۱ء

نمبر ۵۔ سیکرٹری وقف جدید حلقہ النور کراچی ۲۰۰۲ء تا ۲۰۰۸ء

نمبر ۶۔ سیکرٹری تعلیم حلقہ النور کراچی ۲۰۰۸ء تا ۲۰۱۰ء

چندوں میں باقاعدگی

چندہ باقاعدگی سے شرح کے مطابق ادا کرتے۔ اور اپنی رسیدیں سنبھال کر رکھتے۔ ان کے پاس اپنے چندے کی پرانی ،نئی سب رسیدیں ترتیب سے ایک لمبی سی سیفٹی پن میں ڈالی ہوئی محفوظ تھیں۔ حلقہ سعید منزل کراچی سے چندے کی ادائیگی شروع کی اب مجھے یاد نہیں کہ پہلی رسید پر کیا سن تھا کیونکہ وہ رسیدیں اب میرے پاس موجود نہیں مگر میں انہیں دلچسپی سے دیکھتی کیونکہ رسید پر چھپی عبارت ، چندے کی رقم میں بتدریج اضافہ اور اس وقت کے سیکرٹری مال کے دستخط ایک تاریخ تھے۔ رسید کی عبارت میں تبدیلیاں نوٹ کرتی۔ جو احتیاط اور مصلحت کے پیش نظر ہوتی رہی تھیں۔ اپنی تنخواہ سے حساب کرکے سب مدّات میں چندہ ادا کرتے۔ ۱۹۶۹ء میں کینیڈا جانا ہوا وہاں سے مجھے لکھا 'میری تنخواہ ۹۵۰ روپے ہے آپ میرا چندہ عام ستاون روپے تیرہ آنے ادا کردیں'۔ بیرون ملک کئی دفعہ جانا ہوا واپس آکر سارے عرصے کا حساب بے باق کرتے تھے۔ مالی تحریکات میں بھی حصہ لیتے۔ جب نظام وصیت میں شامل ہوئے تو مجھے بھی ساتھ ہی شامل کیا۔ گھر آکر بتایا کہ تم بھی موصی بن گئی ہو جس کے لئے میں بہت شکر گزار ہوئی۔ وصیت کا چندہ باقاعدہ تھا حصہ جائداد زندگی میں ادا کردیا تھا۔ وفات کے وقت کوئی بقایا نہیں تھا۔

بچوں کی صحت اور تعلیم و تربیت کا خیال

بچوں کی اعلیٰ تعلیم کا بہت شوق تھا۔ اگلی سے اگلی منزلوں کی طرف بڑھنے کی حوصلہ افزائی کرتے اس میں بیٹے بیٹی کا فرق نہیں کیا۔ ہر سہولت بہم پہنچاتے۔ تعلیم پر خرچ کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ بہترین سکول کالج کا انتخاب کرتے۔ بچوں نے اسلام آباد اور کراچی میں تعلیم پائی۔ بڑی بیٹی امۃ المصور نے ایم بی بی ایس کیا۔ بڑے بیٹے منصور احمد نے ایم بی بی ایس کیا تو اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ بھیجا۔ دوسری بیٹی امۃ الصبور سماعت سے محروم تھی اس کے لئے خصوصی تعلیم کا انتظام کرتے رہے۔ علاج میں کوئی کسر نہ رکھی۔ آلۂ سماعت کے لئے کان کے سائز کے مولڈ گھر میں بناتے۔ ایک سپیچ ٹریننگ speech training مشین کا علم ہوا تو وہ انگلینڈ سے منگوائی اور ایسے بچوں کو تعلیم دینے کے ماہر کی گھر پر ٹیوشن رکھی۔ میٹرک کے بعد ایک ٹریننگ سکول سے سلائی کڑھائی اور پینٹنگ کے کورس کروائے۔ اس کا رجحان دیکھ کر کراچی کے بہترین آرٹس کالج میں داخلہ دلوایا۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے اس نے باوجود اپنی کمی کے کئی ہنر حاصل کئے۔ دوسرے بیٹے محمود احمد نے بی ایس سی،بی ای اور ایم بی اے کیا اور سوفٹ ویئر انجینئر بنا۔ چھوٹی بیٹی امۃ الشافی نے ایم ایس سی کیا۔ اچھی تعلیم بچوں کی زندگیوں میں ترقی کے راستے کھولتی ہے۔ اسی طرح بچوں کے علاج معالجہ اور اچھی خوراک کا خیال رکھتے۔ تینوں بیٹیوں کے دانتوں کا کاسمیٹک علاج کرایا۔ دعا ہے کہ بچوں کی ہر دینی و دنیاوی ترقی کا ان کو اجر و ثواب ملتا رہے۔

ہمیں ان بچوں کی شادیوں سے اللہ تعالیٰ نے تین داماد اور دو بہوئیں عطا فرمائیں۔اس طرح خاندان میں وسعت ہوئی۔ ناصر صاحب نے دسوں بچوں سے برابر کا سلوک کیا۔ شفقت اور محبت سے دعاؤں سے نوازتے۔ ہم ان کے والدین کے لئے بھی دعا گو ہیں جن کے جگر گوشے ہمارے سکون اور اطمینان میں اضافہ کرنے کا باعث بنے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

عام رہن سہن

ہر کام میں کمال پسند کرتے۔ دوسروں سے بھی یہی توقع رہتی۔ کشائش کے باوجود سادگی سے رہتے۔ بے جا تکلف اور تصنع پسند نہیں تھا جو دل میں ہوتا وہی زبان پر لاتے۔ کم آمیز تھے۔ اپنی ذات میں مگن رہتے۔ صفائی پسند تھے۔ موقع کے مطابق بہترین کپڑے کا بہترین درزی سے سلوایا ہوا لباس پہنتے۔ بال بار بار سنوارتے جوتا ہمیشہ چمکتا ہوا رکھتے۔ روزانہ کھانے کا مینو بتاتے۔ خوش رنگ خوش ذائقہ کھانا ان کی خوشی کا سامان ہوتا۔ معدے کے راستے دل تک جانے کے اہتمام میں میرا وقت گرمی سردی باورچی خانے میں گزرتا۔ دفتر سے آکر سارے دن کی باتیں بتاتے جو مجھے توجہ سے سننی پڑتیں۔ اپنی موجودگی میں میری توجہ صرف اپنی طرف رہنا پسند کرتے۔ کراچی میں رہنا پسند تھا۔ بیس سال ہم صدر کے علاقے میں رہے جہاں سے احمدیہ ہال قریب تھا۔ اس طرح میرے لجنہ کے کام بھی آسان ہوگئے۔ نظم و ضبط بہت تھا۔ وقت کی پابندی مزاج کا حصہ تھی بلکہ وقت سے پہلے کام مکمل کرنے کی عادت تھی خاص طور پر سفروں میں تو وقت سے کئی گھنٹے پہلے ایئرپورٹ یا اسٹیشن پر پہنچ جاتے۔ دعوتوں، شادیوں میں ہم سب سے پہلے حاضر ہونے والوں میں تھے۔ بیٹے کی شادی میں بارات لے کر دلہن والوں کے آنے سے پہلے پہنچے ہوئے تھے اس جلدی کی عادت گھر میں ایک زلزلہ سا برپا رکھتی۔ ہر اہم کام کے لئے ایک متبادل (standby) انتظام بھی رکھتے۔ جس کا بعض دفعہ بہت فائدہ ہوا۔ اپنی ہر چیز ٹھکانے پر رکھنے کی عادت تھی۔ اہم کاغذات کی فائلیں منظم طریق پر رکھتے۔ ہر فائل کے اوپر مندرجات صفائی سے لکھے ہوتے۔ محتاط بھی بہت تھے۔ ہر اچھے برے پہلو پر نظر رکھتے۔ اتنے ذمہ دار بندے کے ساتھ رہتے ہوئے میری کئی کمزوریوں پر پردہ پڑا رہتا۔

ایک خوبی یہ بھی تھی کہ قرآن پاک کی بہت عزت کرتے تھے کبھی بھی احتیاط سے ہاتھ دھوئے بغیر قرآن مجید کو نہیں پکڑتے تھے اپنے کپڑوں کے اوپر صاف کپڑا بچھا کر قرآن مجید رکھتے اچھی آواز سے تلاوت کرتے کئی سورتیں یاد تھیں۔ نماز بہت اچھی پڑھاتے۔ اسی طرح خطبہ کے وقت مکمل خاموشی اور توجہ سے سنتے۔

آخری بیماری

ناصر صاحب اچھی صحت کے مالک تھے۔ جوانی میں بھاری ورزش کرتے تھے۔ کلب جانا شروع کیا تھا مگر وہاں کا ماحول پسند نہیں آیا۔ گھر پر ورزش کا سامان خرید لیتے۔ اپنا جِم بنا لیتے ورزش کا معمول ہر حال میں جاری رکھا۔ پیدل چلنے کے لئے شام کو کسی قریبی میدان میں چلے جاتے۔ اپنے سارے عرصہ ملازمت میں صرف ایک دفعہ شنگلز کی وجہ دفتر سے سے چھٹی لینی پڑی ریٹائر ہو کر بھی تین سال ایکسٹینشن پر کام کیا، اس کے بعد بھی صحت ٹھیک تھی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد رہنے کے لئے بڑے شوق اور محنت سے ساری عمر کی کمائی لگا کر ربوہ اور کراچی میں اپنا مکان تعمیر کروایا۔ ربوہ میں تو رہنے کا وقت ہی نہیں ملا۔ کراچی میں اپنے گھر میں منتقل ہو گئے۔ دفتر سے فارغ ہو کر بھی اپنا دفتر کا معمول جاری رکھا اپنے نجی کاموں پر اپرٹی وغیرہ کی فائلیں کھول کر بیٹھ جاتے۔ بہت سے نظر انداز ہونے والے کام نپٹاتے رہتے۔

کبھی کبھی میں محسوس کرتی کہ جب بہت توجہ یا احتیاط سے کام کر رہے ہوتے تو ہاتھ میں جنبش سی ہوتی ایک دو دفعہ توجہ دلائی مگر مجھے ٹال دیا۔ پھر یہ ہوا کہ بنک گئے تو کیشیئر نے کہا آپ کے دستخط نہیں ملتے۔ آپ ہمارے پرانے جاننے والے ہیں اس لئے رقم دے رہے ہیں۔ یہ ٹریمر (Tremor) کا آغاز تھا۔ علاج شروع ہو گیا۔ ان کے لئے ذہنی طور پر بیماری کو قبول کرنا بہت مشکل تھا۔ نارمل رہنے کی کوشش کرتے۔ ۲۰۱۰ء میں ہم امریکہ آگئے۔ جب ایک جگہ مدتوں سے جمے جمائے رہنے والے کو اپنا ملک چھوڑ کر دوسری جگہ رہنا پڑے تو طبیعت پر اثر ہوتا ہے ۔

جو ہجرت کی تو دل اپنا پرانے گھر میں چھوڑ آئے
سو اب اچھے سے اچھا بھی ہو گھر اچھا نہیں لگتا

کیفیت میں اضافہ ہو گیا ۔ ڈاکٹر کو دکھایا تو پتہ لگا کہ پارکنسنز (Parkinsons) کی شروعات ہیں۔ بے حد تکلیف ہوئی اس بیماری کا نام مکرم ڈاکٹر عبدالسلام اور باکسر محمد علی کلے کے حوالے سے سنا ہوا تھا مگر اپنے خاندان میں دور نزدیک نہیں سنا تھا۔ مناسب دیکھ بھال کے بارے میں جاننے کے لئے گوگل کیا تو رونگٹے کھڑے ہو گئے اس وقت اس بات کا شکر کیا کہ ناصر صاحب کمپیوٹر بالکل استعمال نہیں کرتے تھے۔ ورنہ وہ سب دیکھ لیتے تو ہمت قائم رکھنا مشکل ہو جاتا۔ ان کی قوتِ ارادی بہت مضبوط تھی۔ یہ ظاہر نہیں کرتے تھے کہ کوئی کمزوری یا بیماری لاحق ہو گئی ہے۔ مجھے یاد ہے ۲۰۱۲ء میں حضور انور امریکہ تشریف لائے تھے۔ کولمبس میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا تو ہم نے دعا کے لئے عرض کیا تھا اس وقت ایک پاؤں اور ہاتھ تھوڑا تھوڑا ہلتا تھا مگر عام صحت ٹھیک تھی۔ ۲۰۱۴ء میں ہم نیویارک گئے تو اصرار پر چھڑی ہاتھ میں پکڑی مگر تصویریں کھنچوانے سے پہلے چھڑی مجھے پکڑا دی کمزور نظر آنا پسند نہیں تھا۔ کسی کی مدد لینا پسند نہیں کرتے تھے کپڑے بدلنے میں، باتھ روم میں بیٹھنے اٹھنے میں اور جراب جوتا پہننے اتارنے میں دقت ہونے لگی تو جگہ جگہ سہارے کے لئے ہینڈل لگوا لئے ۔ بٹن بند کرنے کھولنے میں مشکل ہونے لگی تو دیر تک محنت کرتے رہتے مدد نہ مانگتے۔ یہ خوش فہمی بھی تھی کہ ٹھیک ہو کر کراچی یا لندن جائیں گے اور وہیں رہیں گے ۔ یہ میں اس لئے بھی لکھ رہی ہوں کہ اس مزاج کا آدمی جب اپنے کام دوسروں سے کرانے پر مجبور ہوتا ہے تو نہ صرف اس کے لئے بلکہ دیکھنے والوں کے لئے بھی بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ پھر یادداشت پر اثر کا اندازہ ہونے لگا بھولنے کی کیفیت کے آغاز میں کسی سے بات کرتے ہوئے کوئی نام یا لفظ بھولتے تو میری طرف دیکھتے میں فوراً لقمہ دے دیتی۔ ان کو محسوس بھی نہیں ہوتا تھا مگر میں دیکھ رہی تھی کہ یادداشت پر اثر ہو رہا ہے۔ زیادہ تر ماضی میں رہنے لگے تھے۔ اپنے ہی گھر کو اپنا بچپن کا سکول سمجھنے لگے ۔ کبھی اپنے سٹینو کو کوئی ہدایات دیتے۔ کبھی کمرے سے ڈائننگ ٹیبل تک کا راستہ بھول جاتے۔ توازن قائم رکھنا مشکل ہو گیا۔ چھڑی سے گرنے لگے تو واکر تک آئے۔ مجھے لیپ ٹاپ کھولے دیکھتے تو کہتے درثمین پر کام کر رہی ہو۔ ہوا یہ تھا کہ جس طرح مجھے ان کی انجنیئرنگ سے دلچسپی نہیں تھی ان کو بھی میرے لکھنے لکھانے سے دلچسپی نہیں تھی مگر میرے ایم ٹی اے کے لئے درثمین کے پروگرام دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے وہی ذہن میں رہا تھا۔ پہلے اپنی دوائیں بڑے فکر سے وقت پر لیتے پھر گولیاں ادھر ادھر کرنے لگے۔ دوائیں دینا بھی میں نے اپنے ذمے لے لیا۔ دل بہلانے کے لئے ٹی وی پر کچھ لگاتی تو تھوڑی دیر دیکھنے کے بعد توجہ نہ رہتی۔ کھانا اپنے ہاتھ سے کھاتے مگر ہاتھ سے گرنے لگا۔ کون آیا ہے کون گیا ہے ہوش نہ رہی اپنوں کو پہچاننے میں دقت ہونے لگی۔ مجھ سے میرا نام پوچھتے۔ رفتہ رفتہ خود فراموشی کی کیفیت میں اضافہ ہوتا گیا۔ اپنے لباس کا از حد خیال رکھنے والے ایک ایک منٹ پر کنگھی کرنے والے ہر چیز سے بے نیاز ہو گئے۔

بھائی جان مکرم عبد الباسط صاحب شاہد کی اہلیہ میری بھابھی جان نے بھی یہ کیفیت گزاری تھی۔ جنہیں دیکھ کر میرے بھتیجے عزیزم آصف محمود باسط نے الفضل میں ڈیمنشیا (Dementia) پر ایک مضمون لکھا تھا جس سے بہت فائدہ ہوا۔ میں روزانہ ناشتہ کرا کے ان کی میز دفتر کی طرح سجا دیتی۔ اور یہ اپنا دفتر سمجھ کر فائلیں الٹ پلٹ کرتے رہتے۔ بیمار کے ساتھ لمحہ لمحہ وقت گزارنا، اس کی اور اپنی بے بسی کی اذیت سہنا بہت تکلیف دہ تھا۔ اس عالم میں ہم اس بات کا شکر کرتے کہ ان کو احساس نہیں رہا تھا کہ کس حالت میں ہیں۔ اس تکلیف سے اللہ کی رحمت نے انہیں بے نیاز رکھا۔ کیفیت بتدریج خرابی کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر خیال آیا کہ ہسپتال میں داخل کرنا پڑے گا مگر منصور نے اچھا مشورہ دیا کہ گھر میں ہی انتظام ہو جاتا ہے۔ زندگی کے

آخری تین ہفتے اس طرح گزرے کہ مریض کی سہولت کا سب سامان اور نرسیں گھر میں ہی آنے لگیں۔ منصور اور محمود کو خدمت کا موقع ملا۔

مسلسل کھانے میں کمی سے جسم بہت کمزور ہو گیا ایک ڈھانچہ تھا جو سانس لے رہا تھا۔ میں منہ میں قطرہ قطرہ پانی ٹپکاتے ہوئے سوچتی اس شخص نے زیرو پوائنٹ سے زندگی شروع کی ٹیوشنیں پڑھا کر تعلیم حاصل کی مشقت کا سفر کر کے ایک کامیاب بامراد نیک نام زندگی گزاری۔ ٹاپ فلور کے ٹین کی چھت والے کمرے سے نکل کر بڑے بڑے سرکاری بنگلوں میں رہے۔ موٹر ڈرائیور کے بیٹے کو سرکاری گاڑیوں اور ڈرائیوروں کی سہولت میسر رہی۔ محنت کی کمائی سے اپنی جائداد بنائی۔ کئی احباب کی زندگی بدلنے میں مدد دی۔ لیکن اپنی حالت پر اختیار نہیں۔ آخر سرائے فانی سے رخصت ہونے کا وقت آ گیا ہم سب سورت لیٰس اور دعائیں پڑھ رہے تھے سانسوں میں وقفہ بڑھتا گیا اور بالآخر ۴۔ اگست ۲۰۲۳ء بروز جمعۃ المبارک صبح پانچ بجے ہمیں چھوڑ کر اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ہفتہ کے روز مسجد محمود ڈیٹرائٹ میں نماز جنازہ ادا کی گئی جو مکرم فاران ربانی مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ اسی دن مقامی قبرستان ماؤنٹ ہوپ سیمٹری لیوونیا Mount Hope Livonia Cemetery کے مقبرہ موصیان میں تدفین عمل میں آئی جس کے بعد مربی صاحب موصوف نے دعا کرائی۔ جس میں جماعت کے احباب نے کثرت سے شرکت کی۔ اس موقع پر احباب جماعت کی پر خلوص شرکت نے بہت ڈھارس بندھائی اور پھر حضور انور کے جنازہ پڑھانے سے سارا غم حمد و شکر میں مدغم ہو گیا۔ آخری بیماری میں لندن جانے اور حضور سے ملنے کی خواہش کا کئی بار اظہار کرتے تھے۔ خطبے میں ذکر خیر سنتے ہوئے یہ خیال آتا رہا آج وہ سن سکتے تو کس قدر خوش ہوتے۔ دو تین مہینے پہلے منصور پیارے حضور سے ملاقات کے لئے جا رہا تھا تو اسے کہا تھا۔ حضور کو کہنا میری مغفرت کے لئے دعا کریں۔ اور پیارے حضور نے نماز جنازہ پڑھا کر ان کی مغفرت کے لئے دعا کی جس پر ایک دنیا نے آمین کہی۔ پھر کئی جماعتوں نے اپنے مراکز میں دعائے مغفرت کی۔ دعاؤں سے معطر بے شمار تعزیت کے پیغام آئے۔ جن میں سے ایک مکتوب شامل کرتی ہوں۔ اللہ تبارک تعالیٰ سب کی دعائیں قبول فرمائے اور مرحوم کو اعلیٰ علیین میں مقام قرب سے نوازے۔ آمین۔

امیر صاحب جماعت ہائے متحدہ امریکہ مکرم مرزا مغفور احمد صاحب نے تحریر فرمایا:

”آپ کے قابلِ احترام والد کی وفات کی خبر ملی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ ان کے درجات بلند فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے ساتھ جنت الفردوس کے بالا خانوں میں جگہ دے۔ خدا ان سے راضی ہو اور اپنے پیار کے ساتھ انہیں وصول کرے۔ خدا تعالیٰ ان کی ساری دعائیں ان کی اولاد کے حق میں قبول فرمائے۔ اور آپ کی اولاد در اولاد کے حق میں وہ قبول ہوتی رہیں۔ اور آپ کی زندگی کا سرمایہ رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور سب لواحقین کو صبر کی توفیق دے اور اس مشکل وقت میں آپ کی ڈھارس اور سکون ہو۔ والدین کی جدائی انسانی زندگی میں ایک خلا چھوڑ جاتی ہے جو کبھی بھی نہیں بھرتا اور اپنے والدین کے لئے دعائیں ہی ہیں جو اس کو کچھ کم کر دیتی ہیں۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ آخری وقت میں ان کی خدمت کا موقع ملا اور ان کی دعاؤں سے حصہ پایا۔ جس طرح ان کی دعاؤں اور تربیت سے آپ کو جماعت کی خدمت کی توفیق ملی اور خلافت سے تعلق کی توفیق ہوئی وہی جذبہ آپ کی دعاؤں اور تربیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ آپ کے والد محترم کی اگلی نسلوں میں قائم رکھے۔

اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں میری طرف سے اور میری بیوی کی طرف سے اظہارِ افسوس کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے اس وقت میں ہمت اور طاقت عطا کرے اور ان کی پناہ ہو جائے اگر ہو سکے تو باقی افرادِ خانہ سے بھی میری طرف سے تعزیت کا اظہار کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور اس کی رضا آپ کے ساتھ ہو۔“

اولاد

۱۔ ڈاکٹر امۃ المصور (آٹوا ،کینیڈا) ان کی شادی مکرم شیخ خورشید احمد کے صاحبزادے زاہد خورشید سے ہوئی۔ دو بچے ہیں۔ وقاص خورشید، مربی سلسلہ امریکہ اور ولیہ خورشید۔

۲۔ ڈاکٹر منصور احمد قریشی۔ ان کی شادی مکرم مولانا سلطان محمود انور مرحوم کی صاحبزادی فوزیہ منصور سے ہوئی۔ ڈیٹرائٹ امریکہ میں رہائش ہے۔ تین بچے ہیں، حانیہ منصور۔ حسن مصور احمد اور مونس احمد۔

۳۔ محمود احمد قریشی۔ سافٹ ویئر انجنیئر ہیں۔ ان کی شادی مکرم عبد الخالق بٹ (ایران) کی صاحبزادی امۃ المتین سے ہوئی۔ تین بچے ہیں۔ سعود احمد، سرمد احمد (متعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا)، عطاء السلام۔

۴۔ امۃ الصبور خان (یوکے) کی شادی مکرم محمود نصر اللہ خان کے صاحبزادے عمر نصر اللہ خان سے ہوئی۔ دو بچے ہیں ثمر نصر اللہ خان اور نصر نصر اللہ خان۔

۵۔ امۃ الشافی طارق (بریمپٹن۔ کینیڈا) کی شادی لیفٹیننٹ کرنل مکرم محی الدین اکبر کے صاحبزادے طارق رشید الدین سے ہوئی۔ تین بچے ہیں مائرہ، نور الدین، صباحہ۔

طاہر اکیڈیمی (آسٹن) کی تقسیمِ اسناد کی تقریب

سکولوں اور کالجوں کی گرمیوں کی تعطیلات ختم ہونے سے چند دن قبل 11/اگست، 2024ء مسجد بیت المقیت، آسٹن میں یہ باوقار تقریب عمل میں آئی۔ مسجد کی عمارت میں داخل ہوتے ہی رنگ برنگے غبارے، پھولوں اور چمکیلے کاغذات سے سجی دیواریں خوشی اور کامیابی کی تقریب کا پتہ دے رہی تھیں۔ یہاں آج طاہر اکیڈیمی کی سالانہ تقسیم اسناد کی تقریب (گریجوایشن) کی تیاری تھی۔

اس تقریب کا آغاز مکرم فہیم طارق نے سورۃ العلق کی ابتدائی آیات کی تلاوت اور ترجمہ سے کیا۔ نظم 'نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے' کی پیش کرنے کی سعادت مکرم بشیر احمد کے حصہ میں آئی۔ پرنسپل طاہر اکیڈیمی آسٹن جماعت، مکرم عرفان چودھری نے تمام ممبران کو آج کی تقریب میں خوش آمدید کہنے کے بعد اکیڈیمی کا تعارف اور گزشتہ سال کی کارکردگی کا ایک جائزہ پیش کیا۔

طاہر اکیڈیمی نیشنل شعبہ تربیت کی نگرانی میں کام کرتی ہے۔ ماہِ رمضان اور گرمیوں کی چھٹیوں میں اکیڈیمی بند رہتی ہے۔ سال بھر میں اکیڈیمی کے قواعد وضوابط کے مطابق کلاسیں منعقد کی جاتی ہیں۔ 5 سے 15 سال تک کے لڑکے اور لڑکیوں کے لیے مسجد میں علیحدہ علیحدہ کلاسیں منعقد کی جاتی ہیں۔ ہر جماعت کی اکیڈیمی کا ایک مقامی سطح پر مشاورتی بورڈ ہوتا ہے جس میں صدر جماعت بحیثیت طاہر اکیڈیمی چیئرمین، تربیت سیکرٹری، مربی سلسلہ، قائد خدام الاحمدیہ، صدر لجنہ اماء اللہ، زعیم انصاراللہ، وقفِ نَو سیکرٹری اور مربی اطفال شامل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ناصرات سیکرٹری، ناظم اطفال اور اکیڈیمی کی وائس پرنسپل بھی اس بورڈ کا حصہ ہیں۔ اکیڈیمی کے لیے تفصیلی نصاب اور تدریسی اور تعلیمی پالیسی اور طریقہ کار مہیا کرنا نیشنل شعبہ کی ذمہ داری ہے۔ اساتذہ کی تقرری کرتے ہوئے ان کی قابلیت، تدریس سے لگن اور وقت کی قربانی کے جذبہ کو دیکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسٹن جماعت کو بہت مخلص اور وقف کی روح رکھنے والے رضاکاروں سے نوازا ہے۔ پرنسپل صاحب نے ان سب اساتذہ، رضاکاران اور والدین کی تعاون اور کاوشوں کو سراہا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔

اس سال 35 طلباء نے مسجد میں اور ایک طالبہ نے جو آسٹن مسجد سے 70 میل سے زیادہ فاصلہ پر رہائش پذیر ہے، بذریعہ زوم اکیڈیمی کی کلاسوں میں شمولیت کی۔ گزشتہ سال مسجد میں 18 اور بذریعہ زوم 4 کلاسیں منعقد کی گئیں۔ بچوں کو ایک مرتبہ سیر پر بھی لے جایا گیا۔

آسٹن میں 2018ء میں طاہر اکیڈیمی کا آغاز ہوُا تھا اور اب تک 25 طلباء یہاں سے فارغ التحصیل ہو چکے ہیں جس میں اس سال دو ناصرات بھی شامل ہیں، ماشاء اللہ۔ تعلیم مکمل کرنے کے لیے نصاب کے چھ مدارج مکمل کرنا اور فائنل پروجیکٹ (Final Project) جمع کروانا ضروری ہے۔

آج کی تقریب میں اس سال درجہ 1 تا 6 تک کے تمام کامیاب ہونے والے طلباء نیز نئے داخل ہونے والے بچوں کو انعامات اور تحائف دیے گئے۔ آخر میں اس سال فارغ التحصیل ہونے والی دو طالبات مکرمہ سمیحہ طارق اور مکرمہ سطوت رشید کو تمغہ اور سند سے نوازا گیا۔

انہوں نے اس کامیابی پر اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اکیڈیمی کی تعلیم اور طلباء سے توقعات کا معیار بہت اونچا ہے اس لیے سکول اور اکیڈیمی دونوں کے تقاضے پورے کرنا کبھی کبھی بہت مشکل ہو جاتا تھا لیکن اب سوچ کر بہت اچھا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے کامیابی سے یہ ہدف حاصل ہو گیا اور جو نصاب ہمیں مشکل لگتا تھا وہ ہمیں اتنے اچھے طریقے سے پڑھایا گیا ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ اب ہم خود دوسروں کو پڑھا سکتے ہیں، الحمدللہ۔

صدر صاحب نے اختتامی کلمات میں طلباء کو نصائح سے نوازا اور دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوُا۔

رپورٹ از ح۔احمد

سالانہ پکنِک (Picnic)۔لی ہائی وَیلی، پنسلوینیا

لی ہائی وَیلی، پنسلوینیا (Lehigh Valley, PA) جماعت نے 8 ستمبر 2024ء کو مسجد میں افرادِ جماعت کے لیے سالانہ پکنِک (Picnic) کا اہتمام کیا۔ ضیافت کے انتظامات مکرم رفیع، مکرم بشارت اور مکرم فرید کے ذمہ تھے جنھوں نے حاضرین کے لیے مزیدار باربی کیو (BBQ) تیار کیا۔ پکنک کے اعتبار سے موسم نہایت موزوں تھا۔ مربیٔ سلسلہ مکرم اعظم اکرم (فلاڈلفیا) نے بھی اس تقریب میں شرکت کی۔ اس موقع پر لجنہ ممبرات سمیت قریباً 25 ممبران موجود تھے۔

اس پُر لطف تقریب میں بچوں اور بڑی عمر کے شاملین کے لیے علیحدہ علیحدہ بیڈ منٹن (Badminton)، گولف چپنگ (Golf Chipping) اور کوئٹ (Quoit) کھیلنے کے انتظامات تھے۔ کوئٹ (Quoit) کا مقابلہ مکرم فرید نے جیتا۔ اس تقریب کو کامیاب بنانے کے لیے تمام احباب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

مسجد میں پکنک کی چند تصاویر

گروپ تصویر میں دائیں سے بائیں: زعیم انصار اللہ، مکرم اعصام ارشد۔ پراپرٹی اور ضیافت سیکرٹری مکرم رفیع باجوہ۔ تحریکِ جدید اور وقفِ جدید سیکریٹری مکرم بشارت حمید۔ مربیٔ سلسلہ مکرم اعظم اکرم، صدر مکرم احمد چودھری، مکرم فارس حمید، مکرم سمیر حمید، جنرل سیکرٹری اور اشاعت سیکرٹری مکرم فرید احمد۔ (طفل) مکرم مجیب حمید۔

ترجمہ انگریزی رپورٹ از احمد چودھری

میرے میکسیکو کے دو سفروں کے احوال

الحمدللہ اس سال جولائی اور اگست کے مہینوں میں دو بار خاکسار کو میکسیکو جانے کا موقع ملا۔

پہلا سفر ہیومینٹی فرسٹ امریکہ کے تحت میکسیکو کے ایک دور دراز علاقے (San Cristóbal de las casas Chiapas) میں 18 سے 23 جولائی تک ایک چار روزہ ہیلتھ کیمپ کے لیے تھا۔ ہمارے ساتھ 3 امریکی ڈاکٹر اور 20 پری میڈیکل طلباء بھی تھے۔ یہ میکسیکو کا ایک انتہائی غریب علاقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نہایت مخلص جماعت سے نوازا ہے۔ ہمارے مربیّان سلسلہ مکرم نعمان رانا اور مکرم عدنان حیدر اور یہاں کے مقامی احبابِ جماعت نے اس کیمپ کے دوران ہمارا بہت خیال رکھا۔ چار دن کے اس کیمپ کے دوران ہم نے 400 مریضوں کا معائنہ کیا۔ ہیومینٹی فرسٹ نے عام طور پر استعمال ہونے والی بنیادی دیکھ بھال کی دوائیں خرید رکھی تھیں۔ ہم نے کیمپ کی جگہ پر ایک عارضی فارمیسی قائم کی تا کہ ڈاکٹر کے معائنہ کے بعد مریض تجویز کردہ ادویات یہاں سے لے سکیں۔ میں نے اپنی سفر میں ساتھ لے جانے والی الٹرا ساؤنڈ مشین بھی لے لی تھی اور ہم نے متعدد مریضوں کا الٹرا ساؤنڈ معائنہ بھی کیا، الحمدللہ۔

مقامی جماعت کے صدر مکرم محمد چیچیوف (Chechev) نے ہم سب کو اپنے گھر بلایا اور لذیذ کھانوں سے خوب مہمان نوازی کی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو محدود ذرائع کے باوجود جوش و جذبہ سے اسلام احمدیت کی خدمت کرتے ہیں۔ صدر صاحب نے سان کرسٹوبل ڈی لاس کاساس (San Cristobal de las casas) میں مسجد کی تعمیر کے لیے زمین کا ایک ٹکڑا عطیہ کیا ہے۔ یہ میکسیکو میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کے مقصد سے تعمیر کی جانے والی (Purpose Built) پہلی تاریخی عمارت ہو گی۔

میکسیکو کا دوسرا سفر یہاں کے پانچویں جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لیے تھا۔ یہ جلسہ 16 تا 17 / اگست 2024ء کو میکسیکو سٹی میں ہمارے مشن ہاؤس میں منعقد ہوُا۔ کل حاضری 74 افراد رہی۔ آسٹن سے ضیافت کی ایک ٹیم اپنے صدر صاحب کی قیادت میں جلسہ کے لیے کھانا تیار کرنے پہنچی اور انہوں نے شاندار کام کیا۔ اللہ ان کو ان کی خدمت کا اجر عطا فرمائے۔ جلسہ کا موضوع 'حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم امن کے رسول' تھا۔ مکرم مولانا عبدالستار خان صاحب اس جلسہ کے مہمانِ خصوصی تھے۔ مجھے میکسیکو کے پانچوں جلسوں میں شرکت کرنے کی سعادت حاصل ہے، الحمدللہ۔ جلسہ کے آخری دن سہ پہر کے اجلاس میں غیر از جماعت مہمانوں کو مدعو کیا گیا تھا جس میں میئر کے نمائندے اور مختلف گرجاگھروں اور تعلیمی اداروں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ مربی سلسلہ، مکرم نعمان رانا نے حاضرین سے خطاب کیا۔ مہمانوں کو مزید ار بریانی پیش کی گئی اور انہوں نے خوب لطف اٹھایا۔

رپورٹ: مکرم ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن، نگران ہسپانوی ڈیسک۔ انگریزی سے اردو ترجمہ: ح۔م۔احمد

مجلس انصار اللہ امریکہ کا اکتالیسواں سالانہ اجتماع

مجلس انصار اللہ امریکہ کا اکتالیسواں سالانہ اجتماع ۵-۶ /اکتوبر، ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ و اتوار، مسجد بیت الرحمٰن۔ میری لینڈ میں منعقد ہؤا، الحمدللہ۔ اس سال کے اجتماع کا موضوع "ہر ناصر نے اپنی عبادت کے معیار کو بڑھانا ہے" تھا، جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ۸ /اکتوبر ۲۰۲۳ء کے مجلس انصار اللہ یوکے کے سالانہ اجتماع کے اختتامی خطاب سے لیا گیا تھا۔ اجتماع کی تیاریاں کئی ماہ قبل شروع ہوئیں۔ معاون صدر یاسر خان صاحب نے ناظمِ اعلیٰ اجتماع کی خدمات سر انجام دیں۔ ان کی معاونت مختلف قائدین اور ان کی ٹیموں نے کی۔

اجتماع کے شرکاء جمعہ کی رات آنا شروع ہوئے۔ تعلیمی مقابلوں کے ابتدائی راؤنڈز مغرب اور عشاء کی نماز کے بعد ہوئے۔ ان ابتدائی راؤنڈز میں گزشتہ سالوں کی نسبت زیادہ شرکت ہوئی۔ ہفتے کی صبح بوقت ۸:۵۰، محترم امیر جماعت امریکہ مرزا مغفور احمد صاحب نے قومی عاملہ کے اراکین کی موجودگی میں انصار کا جھنڈا لہرایا اور دعا کروائی۔ اس کے بعد وہ اجتماع گاہ میں گئے اور افتتاحی اجلاس کی صدارت کی۔ تلاوت کے بعد انصار اللہ کا عہد صدرِ مجلس کے ساتھ دُہرایا گیا۔ اس کے بعد اردو نظم پیش کی گئی۔ پھر امیر جماعت امریکہ صاحبزادہ مرزا مغفور احمد نے اجتماع کے شرکاء سے خطاب کیا۔ امیر صاحب نے حاضرین کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطاب کی طرف توجہ دلائی جو انہوں نے مجلس انصار اللہ یوکے کے اجتماع کے موقع پر فرمایا تھا۔ امیر صاحب نے انصار اللہ کی قیادت کو انصار اللہ کی کارکردگی کی پہلے کے مقابلہ میں بہتری کا جائزہ لینے کی ہدایت کی۔ آخر میں، محترم امیر صاحب نے دعا کروائی۔

افتتاحی اجلاس کے بعد تعلیمی مقابلوں کا آخری دَور شروع ہؤا۔ ان مقابلوں میں تلاوت، فی البدیہ تقریر اور اردو نظم شامل تھے۔ اس سال شرکاء کو اردو یا انگریزی میں تقریر کرنے کی اجازت دی گئی۔ اس کے بعد معلومات عامہ پر مبنی سوال و جواب (Quiz) کا مقابلہ ہؤا۔ ہر علاقہ (Region) سے ایک ٹیم نے اس مقابلے میں حصہ لیا۔

دوپہر کو کھانے اور نماز کے وقفہ کے بعد کے اجلاس میں مکرم نائب امیر جماعت امریکہ، ڈاکٹر فہیم یونس قریشی نے "انصار ہاؤسنگ کمپلیکس کی کہانی اور خلافت کی برکات" کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مربی سلسلہ مکرم اعظم اکرم نے "نماز، کامیابی کی راہ" کے موضوع پر مختصر گفتگو کی۔

جسمانی صحت کے موضوع پر مکرم ڈاکٹر تنویر احمد نے گفتگو کی اور حاضرین کے سوالوں کے جواب دیئے۔ مندرجہ ذیل ورکشاپس ہوئیں:

- مکرم ڈاکٹر فہیم یونس قریشی ۔ ازدواجی رشتہ کو پائیدار بنانا
- مکرم زاہد میاں ۔ نیا عالمی نظام
- مکرم عمران حیّ ۔ روحانی طور پر صحت مند بچوں کی تربیت کیسے کریں
- مکرّم ہادی احمد صاحب اور منصور ناصر صاحب ۔ ہجرت کی راہ سے فلاح کے شاہراہ تک (اردو ورکشاپ)
- مکرّم ظہیر احمد صاحب ۔ بائیسکل کی دیکھ بھال

ورکشاپس کے ساتھ ساتھ کھیلوں کے مقابلے بھی منعقد ہوئے۔ ان مقابلوں میں درج ذیل کھیل شامل تھے:

- ٹیبل ٹینس
- پانچ کلو میٹر کی دوڑ

- والی بال
- ایئر رائفل شوٹنگ
- ہارس شوٹاس

اس سال دو نئے کھیل، بیڈ منٹن اور پکِل بال بھی شامل کیے گئے۔ یہ دونوں مقابلہ جات مسجد سے کچھ فاصلے پر واقع ایک اسکول میں منعقد ہوئے۔

اجتماع میں ایک اور خاص چیز "باربی کیو" بھی ہوتی ہے جو اجتماع کے دوسرے دن شام کے وقت کھانے کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔ اس کی تیاری ایک مخصوص ٹیم کئی دنوں تک کرتی ہے۔ کھانے کے دوران انصار نے باہمی تعلقات اور گفت وشنید کا لطف اٹھایا۔

مغرب اور عشاء کی نماز کے بعد، مشہور و معروف شاعر مکرم مبارک صدیقی کے ساتھ ایک خاص محفل منعقد ہوئی۔ اس محفل کا موضوع "خلافت کے ساتھ تعلق" تھا۔ موصوف یوکے سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے اپنی گفتگو میں حضور انور ایدہ اللہ اور جماعت کی باہمی محبت اور قبولیتِ دعا کے ایمان افروز واقعات سنائے۔ آپ نے اپنے دلآویز کلام سے چند اشعار بھی پیش کئے۔

اتوار کی صبح شعبۂ تبلیغ سے منسلک احباب کے ساتھ ایک تبادلۂ خیالات بر موضوع "دعوت الی اللہ، ہمارا عظیم الشان مقصدِ حیات" ہوا۔ اس کی میزبانی نائب صدر صف دوم مکرم محمد احمد نے کی۔ اس میں مندرجہ ذیل احباب نے نمائندگی کی:

- سیکریٹری تبلیغ امریکہ، مکرم ڈاکٹر وسیم سید صاحب
- سابق سیکریٹری تبلیغ، امریکہ، مکرم علی مرتضیٰ صاحب
- قائد تربیت مجلس انصاراللہ امریکہ، مربی سلسلہ مکرم طارق محمود ملک
- قائد تبلیغ مجلس انصاراللہ امریکہ، مکرم خرم شاہ صاحب

اجتماع میں شامل انصار نے ان سے مختلف سوالات کیے۔

ایک گھنٹے کی ایک نشست صدر مجلس انصار اللہ کے ساتھ ہوئی جس میں حاضرین کے سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ انصار نے کچھ تجاویز پیش کیں۔

اختتامی اجلاس کی صدارت نائب امیر اور مبلغ انچارج امریکہ، مکرم اظہر حنیف نے کی۔ تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ کی انصاراللہ سے عہد لینے والی ویڈیو دکھائی گئی۔ حاضرین نے حضورِ انور کے ساتھ عہد کو دُہرایا۔ نظم کے بعد تقریبِ تقسیمِ انعامات ہوئی۔ تعلیمی اور کھیلوں کے مقابلوں میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد اور تمغے دیے گئے۔ کچھ خصوصی انعامات بھی پیش کیے گئے۔ اس کے بعد صدر مجلس نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی، مختلف شعبہ جات کے کارکنان کی بے لوث خدمات کو سراہا اور تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اس اجتماع میں 1500 / افراد نے شرکت کی۔

مکرم اظہر حنیف صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں حضورِ انور کی ہدایات پر عمل کرنے کی اہمیت و برکت بیان کی۔ اس سال کے اجتماع کی ایک خاص بات یہ تھی کہ ویڈیو

کلپ کے ذریعہ حضورِ انور کے ساتھ خلافت سے عقیدت کا عہد دُہرایا گیا۔ یہ وہ تاریخی عہد ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے لیا تھا اور 2023ء کے مجلس انصاراللہ، یوکے کے اجتماع میں حضورِ انور ایدہ اللہ نے شاملین سے لیا تھا۔ اجتماع دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

اجتماع کا ایک نمایاں پہلو سائیکل سفر تھا۔ یہ فلاڈلفیا سے مسجد بیت الرحمٰن تک ڈیڑھ سو میل کا سفر تھا جو قریباً تین دن میں پورا ہوا۔ جمعہ کی صبح سائیکل سواروں کا استقبال صدر مجلس اور دیگر انصار نے بڑے جوش وخروش سے کیا۔

اجتماع کے دوران شرکاء کی سہولت کے لیے آمد و رفت کا انتظام کیا گیا تھا- مسجد، ہوٹلوں اور احباب جماعت کے گھروں میں انصار کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ ضیافت کا تمام انتظام مقامی طور پر کیا گیا اور کھانا جمعرات ۳/ اکتوبر سے اتوار ۶ / اکتوبر کی دوپہر تک پیش کیا گیا۔ شرکاء کے تجربے کا جائزہ لینے اور مستقبل میں بہتری کے لیے ایک سروے تمام انصار کو پیش کیا گیا۔ الحمدللہ، انصار نے اس اجتماع کا لطف اٹھایا اور اس کے ذریعے انہیں اپنی روحانیت اور بھائی چارے میں اضافہ کرنے کا موقع ملا۔

اس اجتماع کی چیدہ چیدہ خصوصیات:

۱۔ خلافت سے عقیدت کے عہد کا وڈیو کلپ	۴۔ دو نئے کھیل متعارف کیے گئے
۲۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم امیر صاحب نے کی	۵۔ مکرم مبارک صدیقی کے ساتھ ایک نشست
۲۔ سائیکل سفر	۶۔ حاضری میں نمایاں اضافہ
۳۔ انگریزی کے ساتھ اردو میں فی البدیہ تقاریر کا مقابلہ	۷۔ اختتامی اجلاس کی صدارت مکرم اظہر حنیف صاحب نے کی

چند اور تصاویر شامل ہیں:

(رپورٹ: ناصر بخاری، ڈیٹرائٹ)

ابنِ سلطانُ القلم از میر اَنجم پرویز (مربی سلسلہ)

مؤلف کتاب:
میر انجم پرویز (مربی سلسلہ)
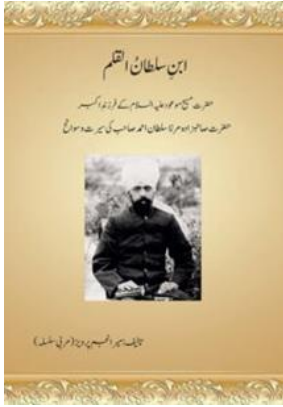
نام کتاب: ابنِ سلطانُ القلم
ایڈیشن اول: اوّل
سن اشاعت: 2019ء
تعداد: 1000
مطبع: Print Plus UK
ملنے کا پتہ: meeranjum78@gmail.com
فون: 0044-7470239060

سرورق: صفدر حسین عباسی، داؤد احمد ظفر

مکرم محترم چودھری محمد علی مضطؔر (مرحوم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ آپ کی پہلی بیوی سے فرزندِ اکبر تھے۔ آپ نے اپنے مقدس باپؑ کے گھر میں پرورش پائی، ان سے بچپن میں بعض کتابیں جیسے: تاریخ فرشتہ، نحوِ میر اور گلستان و بوستان سبقًا پڑھیں۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوتِ قدسیہ نے آپ کی زندگی، آپ کے اخلاق اور صلاحیتوں پر گہرے نقوش مرتسم نہ کیے ہوں۔ جب آپ کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ساری زندگی محنت، دیانت، سچائی، فرض شناسی اور حسنِ اخلاق سے عبارت تھی۔ امانت و دیانت کا یہ حال تھا کہ دفتر میں اپنے مضمون وغیرہ لکھنے کے لیے الگ ذاتی قلم دوات رکھی ہوئی تھی۔ خاکسار سمجھتا ہے کہ یہ سب حضرت مسیح موعودؑ کی تاثیر قدسی اور آپؑ کا فیض تھا۔

آپ کو اپنے والدِ بزرگوار سے غیر معمولی تعلقِ خاطر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضورؑ کی وفات پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہامًا اس کی خبر دی۔ آپ ایک ٹریکٹ ”الصلح خیر“ میں حضرت اقدسؑ کے ساتھ اپنی عقیدت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”میری عقیدت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نہ صرف اُس وقت سے ہے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیحیت کا دعویٰ کیا بلکہ ان ایّام سے مَیں عقیدت رکھتا ہوں کہ جبکہ میری عمر بارہ تیرہ برس کی تھی۔... مَیں اپنے والد صاحب مرحوم مرزا غلام احمد صاحبؑ کو ایک سچا انسان اور پکا مسلمان الموسوم مسیح موعود سمجھتا ہوں اور ان کی حقانیت پر ایمان رکھتا ہوں اور مَیں اپنے آپ کو اس رنگ میں ایک احمدی سمجھتا ہوں۔...... مَیں نے کبھی اپنی زندگی میں... ان کے دعاوی اور ان کی صداقت اور سچائی کی نسبت کوئی مخالفانہ حصہ نہیں لیا... جب یہ حالت ہے تو مجھے کوئی یہ الزام نہیں دے سکتا کہ میں ان کا منکر تھا یا ہوں...“

تحصیلداری کا امتحان ہو یا اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کا یا ڈپٹی کمشنر کے عہدے کا معاملہ، ہر موقع پر اپنے بزرگ باپ کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے۔ آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت، بزرگی اور تقرّب الی اللہ پر بچپن سے جو یقین تھا اُس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ای اے سی کے امتحان کے وقت لاہور میں جب دوسرے اُمیدواروں نے آپ کا مذاق اُڑایا تو آپ نے ان کو تحدّی کے ساتھ فرمایا کہ میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس یقین کی وجہ یہ تھی کہ آپ اپنے والدِ بزرگوارؑ کو دعا کی درخواست کرکے آئے تھے اور حضورؑ نے دعا کرنے کا وعدہ بھی فرمایا تھا۔ نیز یہ کہ آپ نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو کرسی پر بٹھایا ہے، اس لیے آپ کو اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا تھا۔ پس آپ اپنے زمانۂ طالبِ علمی میں بھی جانتے تھے کہ آپ کے والدِ ماجد کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم مقام ہے۔

آپ نے زندگی میں ہر موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے بے مثال غیرت کا مظاہرہ کیا اور کسی کو آپ کے روبرو حضرت اقدسؑ کے خلاف زبان درازی کی

جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ محترم کرنل داؤد صاحب مرحوم نے خاکسار سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ گورنر پنجاب کی دعوت میں بشپ آف لاہور حضرت اقدسؑ کے خلاف زبان درازی کرنے لگا تو آپ نے اسے ایسا کرنے سے منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا، آپ نے پھر منع کیا۔ جب تیسری دفعہ اس نے جسارت کی تو آپ نے کھانے سے بھری پلیٹ اس کے منہ پر دے ماری۔ ہر ایسے موقع پر آپ ایک مخلص مومن کی طرح غیرت دکھاتے تھے اور کسی کو حضرت اقدسؑ کے خلاف کوئی بات کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کی ادبی زندگی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاثیر اور فیض سے ہرگز الگ نہیں کی جاسکتی۔ بچپن میں آپ نے اپنے عظیم باپؑ سے تعلیم حاصل کی اور درسّائی کتابیں پڑھیں۔ اسی طرح آپ میں مطالعے کا شوق بھی یقیناً اپنے والدِ بزرگوارؑ کو دیکھ کر ہی پیدا ہوا ہو گا۔ جب حضرت اقدسؑ نے قلمی جہاد کا آغاز فرمایا اس وقت حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب عنفوانِ شباب میں تھے، اس لیے یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ آپ میں انشا پردازی کی استعداد پیدا کرنے میں آپ کے والدِ بزرگوارؑ کے افاضہ کا بنیادی کردار اور دخل ہے، جبھی تو آپ کی تحریر میں ایک حد تک اپنے والدِ بزرگوارؑ کی تحریر کا رنگ اور پرتَو نظر آتا ہے۔

اردو ادب میں آپ کا بہت بڑا نام ہے لیکن از بس افسوس کی بات ہے کہ تاریخِ ادب میں آپ کے نام کو یکسر فراموش کر دیا گیا ہے۔ ایک دفعہ پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے معروف ادبی شخصیات کی کتب دوبارہ شائع ہوئیں۔ اس کا تذکرہ آل انڈیا ریڈیو پر ہو رہا تھا۔ خاکسار نے وہ پروگرام خود سنا ہے، جس میں بڑی حیرت اور افسوس کا اظہار کیا جا رہا تھا کہ اتنے گراں پایہ شخص کو فراموش کر دیا گیا ہے۔ دنیا نے آپ کو بھلا دیا لیکن ہمیں آپ کی یاد اور آپ کے تذکرے کو ہمیشہ زندہ رکھنا چاہیے۔ اس کا ایک طریق یہ ہے کہ آپ کے گرانقدر مضامین اور گنجینۂ معنیٰ کتب کو جمع کر کے دوبارہ شائع کیا جائے۔ کاش! کوئی اس اہم کام کا بیڑا اُٹھا سکے۔

عزیزم میر انجم پرویز نے آپ کے حالاتِ زندگی کو پہلی دفعہ یکجا کرنے کی سعادت پائی ہے۔ میں نے اس کتاب کے مسودے کو پڑھا ہے اور میرے نزدیک یہ جماعتی لٹریچر میں ایک اچھا اضافہ ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیزم کی اس خدمت کو قبول فرمائے، جزائے خیر سے نوازے اور آئندہ انہیں مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مکرم محترم عطاء المجیب راشد، امام مسجد فضل لندن و مبلغ انچارج برطانیہ

اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم اور احسان ہے کہ اس نے اس عاجز کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے تین بیٹوں (حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب) کو دیکھنے اور ان سے ملنے کی سعادت عطا فرمائی اور ایسا ہی ممکن ہو سکتا تھا کیونکہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی پہلی شادی سے عطا ہونے والے دونوں بیٹے یعنی حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحبؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا فضل احمد صاحب تو اس عاجز کی ولادت سے بہت پہلے ہی اس دنیائے فانی سے رخصت ہو چکے تھے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مکرم محترم میر انجم پرویز صاحب مربی سلسلہ لندن کو کہ انہوں نے حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحبؓ کے بارہ میں اپنی زیرِ تالیف بہت ہی گراں قدر کتاب ''ابنِ سلطانُ القلم'' مجھے پڑھنے کے لیے دی اور اس کتاب نے تو گویا میری حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحبؓ سے ایک طرح کی ملاقات کروا دی ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ اس سے قبل ان کے بارہ میں اس قدر معلومات اور کوائف میرے علم میں نہ تھے۔

میں نے اس کتاب کا مسودہ بالاستیعاب پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تالیف بہت دلچسپ، جامع، مفید اور تاریخی معلومات سے بھرپور ہے۔ یہ تالیف کیا ہے، گویا ماضی میں ایک علمی اور تحقیقی سفر ہے جو بہت سے غیر معروف حقائق اور پوشیدہ واقعات کی دنیا میں لے جاتا ہے۔ فاضل مؤلف نے بڑی محنتِ شاقہ سے اس بکھرے ہوئے قیمتی مواد کو اکٹھا کیا ہے اور ایسا مجموعہ مرتب کیا ہے جس سے جماعتی لٹریچر میں بیش قیمت اضافہ ہو گا۔ تاریخِ احمدیت سے متعلق بہت سے نامعلوم یا غیر معروف حالات و واقعات اس تالیف میں بہت خوبصورتی سے مستند انداز میں باحوالہ درج کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحبؓ کی کتب اور مضامین کی حتی الامکان جامع فہرست بھی اس کتاب میں شامل ہے اور اس دور کے اخبارات و رسائل میں جو تبصرے ان کے بارہ میں شائع ہوئے ان کو بھی بڑی محنت سے یکجا کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کو اس تحقیقی تالیف کی جزا عطا فرمائے اور اس کتاب کا مطالعہ قارئین کے لیے ازدیادِ علم و عرفان کا موجب بنائے، آمین۔

مکرم محترم راجہ برہان احمد صاحب، استاد جامعہ احمدیہ یوکے

اس کتاب کو چھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلے باب میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اور آپ کے خاندان کا تعارف، تعلیم، شادی اور اولاد کے علاوہ ابتدائی زندگی سے متعلق متفرق امور بیان کیے گئے ہیں۔ ابتدا میں آپ کی تعلیم کے لیے گھر میں اساتذہ مقرر کیے گئے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بھی آپ کو بعض کتب سبقاً پڑھائیں۔ آپ نے علم طب بھی حاصل کیا۔ تحصیلداری کا امتحان دیا، بی اے اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کا امتحان بھی پاس کیا۔ آپ کی پہلی شادی سردار بیگم صاحبہ سے ہوئی جن سے حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ پیدا ہوئے اور دوسری شادی خورشید بیگم صاحبہ سے ہوئی جن سے صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب پیدا ہوئے۔

دوسرے باب میں آپ کی ملازمت کے مراحل اور ملازمت کے دوران میں پیش آنے والے واقعات بیان کیے گئے ہیں جن سے آپ کے اعلیٰ اخلاق اور عظیم انتظامی صلاحیتیں طشت از بام ہوتی ہیں۔ آپ نے ملازمت پٹواری کے عہدے سے شروع کی اور درجہ بدرجہ ترقی کرتے کرتے ڈپٹی کمشنر کے عہدے تک پہنچے، جو اُس زمانے میں ایک ہندوستانی کی معراج سمجھی جاتی تھی۔ پٹواری سے قانون گو، پھر نائب تحصیلدار، پھر تحصیلدار، اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور افسر مال ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد گورنمنٹ انگریزی نے آپ کو افغانستان میں اپنا سفیر بنانے کی پیشکش کی، مگر آپ نے انکار کر دیا اور گوشۂ عافیت میں بیٹھ کر ادبی خدمات میں مشغول ہو گئے۔

تیسرے باب میں نہایت اہم موضوع کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ اس باب میں یہ بتایا گیا ہے کہ آپ نے کب اور کیسے احمدیت قبول کی۔ قبل ازیں احمدیت کیوں قبول نہ کی۔ اور جب آپ احمدی نہیں تھے اس وقت بھی احمدیت کے ساتھ آپ کی وابستگی اور تعلق کیسا تھا۔ نیز آپ نے ساری زندگی کس طرح اپنے والد بزرگوار کے ادب اور تعظیم کو ملحوظ رکھا اور ان کے لیے کیسے ہر موقع پر غیرت دکھاتے تھے۔ ان تمام امور پر اس باب میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور مستند حوالہ جات اور واقعاتی شہادتوں سے ہر امر کا ثبوت بہم کیا گیا ہے۔

چوتھے باب میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی زندگی کے آخری ایام، بیماری، وفات، افضالِ الٰہیہ اور اخلاقِ فاضلہ کو موضوع بنایا گیا۔ آپ کی وفات پر اس وقت کے اخبارات ورسائل نے کیسے رنج و غم کا اظہار کیا۔ اسی طرح اس باب میں آپ کی سلسلہ احمدیہ کے لیے خدمات کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ نیز آپ کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض نشانات والہامات بھی بیان کیے گئے ہیں۔

پانچویں باب میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی بیان فرمودہ روایات جمع کر دی گئی ہیں۔ یہ روایات جماعتی تاریخ کا ایک قیمتی سرمایہ ہیں اور ان میں سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ایسے خوبصورت گوشے اور ایمان افروز واقعات بیان ہوئے ہیں جو آپ کے سوا کوئی بیان نہیں کر سکتا تھا۔

چھٹا اور آخری باب حضرت صاحبزادہ صاحب کی سیرت کے ایسے پہلو کو نمایاں کرتا ہے جس سے اکثر لوگ ناواقف ہیں۔ اس باب میں آپ کی علمی وادبی زندگی اور آپ کی علمی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ آپ اپنے زمانے کے بہت بڑے انشاء پرداز تھے۔ آپ نصف صدی سے زیادہ عرصہ افقِ ادب پر چھائے رہے۔ آپ کے سینکڑوں مضامین مختلف اور متنوع موضوعات پر مشتمل ہیں۔ آپ کا انداز تحریر فلسفیانہ تھا، موضوع کی گہرائی میں جاتے مگر اس کو بڑے عام فہم انداز میں پیش کرتے تھے۔

کتاب میں آپ کے چار سو سے زائد مضامین اور 59 کتب کی فہرست بھی دی گئی ہے، جن میں سے مؤلف کو میسر آنے والی 26 کتب کا تعارف شاملِ کتاب ہے۔ کتاب میں بطور نمونہ آپ کا ایک مضمون بعنوان ''اردو زبان'' بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ قاری کو آپ کے اندازِ تحریر سے کچھ واقفیت پیدا ہو جائے۔

مرزا سلطان احمد صاحب کی ایک کتاب آپ کے منظوم کلام پر مشتمل ہے جس میں سے چند اشعار بطور نمونہ از خروارے ہدیۂ قارئین ہیں:

وقت ہر شے سے محترم ہے یہاں	وقت ہر شے سے مغتنم ہے یہاں
وقت تقدیر، وقت ہے اکسیر	وقت تدبیر، وقت ہے تسخیر
ہنس کے جو اپنا وقت کھوئے گا	وقت بے وقت آپ روئے گا
وقت جا کر نہیں پھر آنے کا	تجربہ خوب ہے زمانے کا
اپنے اوقات کے رہو پابند	ہے زمانے کی سودمند یہ پند

سانحاتِ ارتحال

مکرم عبد الرشید فوزی: نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ بالٹی مور جماعت کے ممبر مکرم عبد الرشید فوزی صاحب 23 ستمبر 2024ء کو 83 برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُونَ۔

مرحوم عبد الرشید فوزی ڈیرہ غازی خان پاکستان کے مکرم محمد موسیٰ کے صاحبزادے تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ آپ نے 1960ء میں تعلیم الاسلام کالج، ربوہ سے گریجوایشن کیا اور 1962ء میں پنجاب یونیورسٹی، پاکستان سے تاریخ میں ایم اے کیا۔ اپنے ماسٹر کے امتحان کی تکمیل کے بعد، آپ نے چارٹرڈ اکاؤنٹنسی (Chartered Accountancy) کو پیشہ بنانے کے ارادہ سے رحیم جان اینڈ کمپنی میں شمولیت اختیار کی۔ تاہم، اکتوبر 1962ء میں، حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (اس وقت ٹی آئی کالج کے پرنسپل) کی ہدایت کے مطابق، آپ نے ٹی آئی کالج کی فیکلٹی میں شمولیت اختیار کی۔

حضرت مرزا ناصر احمد، خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی ہدایت پر اکتوبر 1966ء میں مرحوم کو فری ٹاؤن، سیرالیون کے احمدیہ مسلم سیکنڈری اسکول میں پڑھانے کی ذمہ داری سونپی گئی جہاں آپ اپنے خاندان کے ساتھ 1990ء تک مقیم رہے۔ اس کے بعد آپ مع اہل خانہ بالٹی مور، میری لینڈ۔ امریکہ تشریف لے آئے۔

یہاں مرحوم کو 1992ء سے 2001ء تک بحیثیت صدر جماعت بالٹی مور اور 2001ء سے 2022ء تک مقامی سیکرٹری مال کے طور پر خدمات انجام دینے کی توفیق ملی۔ 2019ء میں جبکہ آپ سیکرٹری مال (بالٹی مور) بھی تھے آپ کو مسجد بیت الرحمٰن میں نیشنل سیکرٹری مال کے دفتر میں بھی خدمات کا موقع ملا جنہیں آپ نے خلوص اور بڑی لگن کے ساتھ اپنے انتقال تک جاری رکھا۔

مرحوم عبد الرشید فوزی کی زندگی عاجزی، دیانتداری اور انتہائی شکر گزاری جیسے اوصاف سے عبارت تھی۔ آپ کا اللہ تعالیٰ پر غیر متزلزل یقین اور خلافت اور نظام جماعت سے گہری لگن قابل تقلید ہے۔

آپ کے پسماندگان میں اہلیہ مکرمہ بشریٰ فوزی، 2 بیٹیاں مکرمہ آسیہ نذیر اہلیہ مکرم مرید نذیر اور مکرمہ عالیہ منصور اہلیہ مکرم مظہر منصور اور ایک بیٹا مکرم عبد القدوس فوزی شامل ہیں۔ ان کے تینوں بچے میری لینڈ جماعت کے رکن ہیں۔

مکرم خلیفہ وسیم الدین محمود: مکرم خلیفہ وسیم الدین محمود 12 / اکتوبر 2024ء کو 93 سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُونَ۔

آپ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین رضی اللہ عنہ (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 313 / اصحاب میں سے ایک تھے) کے پوتے اور مکرم خلیفہ علیم الدین کے بیٹے تھے۔ آپ حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی حرم حضرت محمودہ بیگم رضی اللہ عنہا (حضرت امّ ناصر) کے بھتیجے بھی تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم (والدہ محترمہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور مکرم امیر جماعت امریکہ صاحبزادہ مرزا مغفور احمد) کی کزن بھی تھیں۔

مرحوم مکرم خلیفہ وسیم الدین محمود کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ مکرمہ ناصرہ بیگم آف میری لینڈ، 2 بیٹیاں عابدہ (شمائلہ) Otinger، میری لینڈ اور مکرمہ طاہرہ احسان، نارتھ ورجینیا اور 1 بیٹا مکرم نعیم الدین طاہر، نارتھ ورجینیا شامل ہیں۔ مرحوم، مکرم منظور رحمان، شمالی ورجینیا کے ماموں بھی تھے۔

احبابِ جماعت سے مرحومین کی مغفرت اور درجات کی بلندی اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

کیا آپ نے حضرتِ مسیح موعود علیہ السلام کی سب کتابوں کا مطالعہ کر لیا ہے؟

جو کتابیں آپ نے پڑھ لی ہیں، ان پر نشان لگائیں اور جو نہیں پڑھیں انہیں amibookstore.us سے خرید کر مطالعہ فرمائیں۔

روحانی خزائن جلد نمبر 1

- ☐ براہین احمدیہ چہار حِصص

جلد نمبر 2

- ☐ پُرانی تحریریں
- ☐ سُرمۂ چشم آریہ
- ☐ شحنۂ حق
- ☐ سبز اشتہار

جلد نمبر 3

- ☐ فتح اسلام
- ☐ توضیح مرام
- ☐ ازالۂ اوہام

جلد نمبر 4

- ☐ الحق مُباحثہ لدھیانہ،
- ☐ الحق مباحثہ دہلی
- ☐ آسمانی فیصلہ
- ☐ نشانِ آسمانی
- ☐ ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات

جلد نمبر 5

- ☐ آئینہ کمالات اسلام

جلد نمبر 6

- ☐ برکات الدعا
- ☐ حُجّۃ الاسلام
- ☐ سچائی کا اظہار
- ☐ جنگِ مقدس
- ☐ شہادۃُ القرآن

جلد نمبر 7

- ☐ تحفۂ بغداد
- ☐ کراماتُ الصّادقین
- ☐ حمامۃُ البُشریٰ

جلد نمبر 8

- ☐ نُورُ الحق دو حصّے
- ☐ اتمام الحُجّۃ
- ☐ سِرُّ الخلافۃ

جلد نمبر 9

- ☐ انوارِ اسلام
- ☐ مِنَنُ الرّحمان
- ☐ ضیاء الحق
- ☐ نور القرآن دو حصّے
- ☐ معیارُ المذاہب

جلد نمبر 10

- ☐ آریہ دھرم
- ☐ سَت بچن
- ☐ اسلامی اصول کی فلاسفی

جلد نمبر 11

- ☐ انجام آتھم

جلد نمبر 12

- ☐ سراجِ منیر
- ☐ استفتاء اردو
- ☐ حجۃ اللّٰہ
- ☐ تحفہ قیصریہ
- ☐ محمود کی آمین
- ☐ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب
- ☐ جلسۂ احباب

جلد نمبر 13

- ☐ کتاب البریہ
- ☐ البلاغ
- ☐ ضرورۃُ الامام

جلد نمبر 14

- ☐ نجمُ الہدیٰ
- ☐ رازِ حقیقت
- ☐ کشف الغطاء
- ☐ ایّامُ الصُّلح
- ☐ حقیقتُ المہدی

جلد نمبر 15

- ☐ مسیح ہندوستان میں
- ☐ ستارہ قیصرہ
- ☐ تریاقُ القلوب
- ☐ تحفہ غزنویہ
- ☐ روئیداد جلسہ دعاء

جلد نمبر 16

- ☐ خطبۃ الہامیۃ
- ☐ لُجّۃ النّور

جلد نمبر 17

- ☐ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
- ☐ تحفہ گولڑویہ
- ☐ اربعین
- ☐ مجموعہ آمین

جلد نمبر 18

- ☐ اعجازُ المسیح
- ☐ ایک غلطی کا ازالہ
- ☐ دافع البلاء
- ☐ الہُدیٰ
- ☐ نزولُ المسیح
- ☐ گناہ سے نجات کیونکر مل سکتی ہے
- ☐ عصمتِ انبیاء علیہم السلام

جلد نمبر 19

- ☐ کشتیٔ نوح
- ☐ تحفۃُ الندوہ
- ☐ اعجازِ احمدی
- ☐ ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی
- ☐ مواہب الرحمان
- ☐ نسیم دعوت
- ☐ سناتن دھرم

جلد نمبر 20

- ☐ تذکرۃُ الشّہادتین
- ☐ سیرۃُ الابدال
- ☐ لیکچر لاہور
- ☐ اسلام (لیکچر سیالکوٹ)
- ☐ لیکچر لدھیانہ
- ☐ رسالہ الوصیت
- ☐ چشمۂ مسیحی
- ☐ تجلّیاتِ الٰہیہ
- ☐ قادیان کے آریہ اور ہم
- ☐ احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟

جلد نمبر 21

- ☐ براہین احمدیہ جلد پنجم

جلد نمبر 22

- ☐ حقیقۃُ الوحی
- ☐ الاِستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی (اردو ترجمہ)

جلد نمبر 23

- ☐ چشمۂ معرفت
- ☐ پیغامِ صُلح

جماعتہائے امریکہ کا کیلنڈر 2024ء

تاریخ۔دن۔وقت	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
جنوری یکم جنوری۔پیر	نئے سال کا پہلا دن		وفاقی تعطیل
14-5 جنوری،جمعہ تا اتوار	عشرہ وصیّت	شعبہ وصایا	جماعت
7-6 جنوری،ہفتہ تا اتوار	لوکل،معاون تنظیمیں،ریویو 2023ء،منصوبے 2024ء	لوکل و تنظیمیں	جماعت
6 جنوری،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن / زوم میٹنگ
14-12 جنوری،جمعہ تا اتوار	انصار لیڈر شپ کانفرنس	مجلس انصاراللہ	مسجد بیت الاکرام،ڈیلس
14 جنوری،اتوار	Qur'an Talks،EST 7 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
15 جنوری،پیر	مارٹن لوتھر کنگ جونیئر ڈے،لونگ ویک اینڈ	ریجنل	وفاقی تعطیل
20 جنوری،ہفتہ	نیشنل واقفینِ نَو (طلباء) نیشنل کیریئر ایکسپو	شعبہ وقفِ نَو	آن لائن۔ساؤتھ ورجینیا
21 جنوری،اتوار	نیشنل واقفاتِ نَو۔نیشنل کیریئر ایکسپو	شعبہ وقفِ نَو	آن لائن۔ساؤتھ ورجینیا
21 جنوری،اتوار	سیرۃ النبی ﷺ ڈے	ریجنل	جماعت
27 جنوری،ہفتہ	نیشنل تقسیم تبلیغی لٹریچر (Flyer Distribution)	شعبہ وقفِ نَو اور شعبہ تبلیغ	جماعت
28 جنوری،اتوار	نیشنل امورِ خارجیہ سیمینار	شعبہ امورِ خارجیہ	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
29 جنوری،پیر	ڈے آن دی ہِل (Day on the Hill)	شعبہ امورِ خارجیہ	واشنگٹن ڈی سی
فروری 10-1 فروری،جمعرات تا ہفتہ	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
3 فروری،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	سیاٹل،واشنگٹن
4-3 فروری،ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
9 فروری،جمعہ	نیشنل تبلیغ اور میڈیا ٹریننگ	تنظیم لجنہ اماء اللہ	ورچوئل میٹنگ
11 فروری،اتوار	Qur'an Talks،EST 7 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
11 فروری،اتوار	وصایا ویبینار	شعبہ وصایا	ویبینار(Webinar)
17 فروری،ہفتہ	عہد وقفِ نَو اور اس کے تقاضے،7:30 EST بجے شام	شعبہ وقفِ نَو	ویبینار(Webinar)
19 فروری،پیر	پریذیڈنٹس ڈے لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
25 فروری،اتوار	مصلح موعود ڈے	لوکل	جماعت
مارچ 10-1 مارچ،جمعہ تا اتوار	عشرہ وصیت	شعبہ وصایا	جماعت
2 مارچ،ہفتہ	ریفریشر کورس 2024ء،دارالقضا،امریکہ	شعبہ دارالقضا	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
3-2 مارچ،ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
3-2 مارچ،ہفتہ تا اتوار	مقامی اجتماع خدام اور اطفال	مجلس خدام الاحمدیہ	مجلس
3 مارچ،اتوار	وقفِ جدید ویبینار،EST7 بجے شام	شعبہ وقفِ جدید	ویبینار(Webinar)
10-8 مارچ،جمعہ تا اتوار	نیشنل لجنہ مینٹرنگ (Mentoring) کانفرنس (LMC)	لجنہ اماء اللہ	مسجد مبارک،نارتھ ورجینیا
9 مارچ،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن / زوم میٹنگ

تاریخ۔ دن۔ وقت	تفصیل	لوکل۔ ریجنل۔ نیشنل	مقام
10-9مارچ،ہفتہ تااتوار	لوکل قرآن کانفرنس	شعبہ تعلیم القرآن ووقفِ عارضی	جماعت
10مارچ،اتوار	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
12مارچ۔9اپریل، منگل تامنگل	رمضان المبارک	لوکل	جماعت
16مارچ،ہفتہ	وقفِ نَو اویئرنس ڈے (Awareness Day)،بوقت افطار	نیشنل شعبہ وقفِ نَو	جماعت
17مارچ،اتوار	اپنی تاریخ جانیئے،Know Your History، 7:30-9 EST بجے شام	نیشنل شعبہ اشاعت	ویبینار(Webinar)
25-19مارچ،منگل تا پیر	رمضان تحریک جدید ہفتہ	شعبہ تحریک جدید	جماعت
24مارچ،اتوار	مسیح موعود ڈے	لوکل	جماعت
اپریل 10-1/ اپریل، پیر تابدھ	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
7-6/ اپریل،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
10/ اپریل،بدھ	عید الفطر	لوکل	**جماعت**
14/ اپریل،اتوار	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
28-26/ اپریل، جمعہ تااتوار	مجلس شوریٰ،جماعت امریکہ	جنرل سیکرٹری دفتر	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
مئی 5-3 مئی،جمعہ تااتوار	ریجنل اجتماع خدام اور اطفال	مجلس خدام الاحمدیہ	ریجنل
5-4 مئی،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
4 مئی،ہفتہ	واقفینِ نَو خود کو جماعت کی خدمت کے لیے کیسے تیار کرسکتے ہیں؟ 7:30 EST بجے شام	شعبہ وقفِ نَو	جماعت
12 مئی،اتوار	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
19-17 مئی،جمعہ تااتوار	باپوں اور لڑکوں کا جامعہ کینیڈا ٹرپ	شعبہ وقفِ نَو	جماعت
18 مئی،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	بوسٹن، میساچیوسٹس
19 مئی،اتوار	خلافت ڈے	لوکل	جماعت
27 مئی،پیر	میموریل ڈے لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
جون 2-1 جون،ہفتہ تااتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
2-1 جون،ہفتہ تااتوار	لوکل خدام خلافت ڈے	مجلس خدام الاحمدیہ	مجلس
10-1 جون،ہفتہ تاپیر	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
16-7 جون،جمعہ تااتوار	عشرہ وصیت	شعبہ وصایا	ویبینار(Webinar)
8جون،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن/ زوم میٹنگ
9جون،اتوار	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
16-15 جون،جمعہ تااتوار	روحانی فٹنس(Spiritual Fitness) کیمپ(لوکل)	شعبہ تربیت	جماعت
16 جون،اتوار	اپنی تاریخ جانیئے،Know Your History، 7:30-9 EST بجے شام	نیشنل شعبہ اشاعت	ویبینار(Webinar)

تاریخ۔دن۔وقت	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
17 جون، پیر	عید الاضحیٰ	لوکل	جماعت
22 جون، ہفتہ	وقفِ نَو کا کردار اور ذمہ داریاں EST 9-7:30 بجے شام	شعبہ وقفِ نَو	ویبینار (Webinar)
28-30 جون، جمعہ تا اتوار	جلسہ سالانہ امریکہ	نیشنل	رچمنڈ، ورجینیا
جولائی 4 جولائی، جمعرات	یومِ آزادی		وفاقی تعطیل
5-7 جولائی، جمعہ تا اتوار	جلسہ سالانہ کینیڈا		
6-7 جولائی، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
13 جولائی، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن / زوم میٹنگ
14 جولائی، اتوار	Qur'an Talks، EST 7 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار (Webinar)
14-20 جولائی، اتوار تا ہفتہ	نیشنل یوتھ کیمپ	شعبہ تعلیم	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
26-28 جولائی، جمعہ تا اتوار	جلسہ سالانہ یوکے		
29 جولائی تا 8 اگست، پیر تا جمعرات	حفظ القرآن کیمپ	شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی	
اگست 1-10 اگست، جمعرات تا ہفتہ	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
3-4 / اگست، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
3 / اگست، ہفتہ	وقفِ جدید ویبینار (Webinar)، 7EST بجے شام	شعبہ وقفِ جدید	ویبینار (Webinar)
10 / اگست، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن / زوم میٹنگ
11 / اگست، اتوار	Qur'an Talks، EST 7 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار (Webinar)
11 / اگست، اتوار	وصایا ویبینار	شعبہ وصیت	ویبینار (Webinar)
11-17 / اگست، اتوار تا ہفتہ	نیشنل وقفِ نَو سمر کیمپس (طلباء و طالبات)	شعبہ وقفِ نَو	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ (طلباء) ساؤتھ ورجینیا، ورجینیا (طالبات)
22-23 / اگست، جمعرات تا جمعہ	روحانی فٹنس (Spiritual Fitness) کیمپ	شعبہ تربیت	جماعت
23-25 / اگست، جمعہ تا اتوار	نیشنل شوریٰ خدام الاحمدیہ	مجلس خدام الاحمدیہ	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ
ستمبر 30 / اگست تا یکم ستمبر، جمعہ تا اتوار	MSLM24 کانفرنس	AAMS, AWSA,AMMA, IAAAE	آرلینڈو، فلوریڈا
31 / اگست تا 2 ستمبر، ہفتہ تا پیر	لیبر ڈے لونگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
7-8 ستمبر، ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت، معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
8 ستمبر، اتوار	Qur'an Talks، EST 7 بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار (Webinar)
13-22 ستمبر، جمعہ تا اتوار	وصیت عشرہ	شعبہ وصایا	جماعت
14 ستمبر، ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	کولمبس، اوہائیو
15 ستمبر، اتوار	قرآن اینڈ سائنس سمپوزیم، یو ایس اے	AAMS	TBD
21 ستمبر، ہفتہ	نیشنل تربیت اور طاہر اکیڈیمی کانفرنس	شعبہ تربیت	مسجد بیت الرحمٰن، میری لینڈ

تاریخ۔دن۔وقت	تفصیل	لوکل۔ریجنل۔نیشنل	مقام
30-21 ستمبر،ہفتہ تا پیر	تحریکِ جدید عشرہ	شعبہ تحریکِ جدید	جماعت
22 ستمبر،اتوار	اپنی تاریخ جانیے۔7:30-9:00 EST بجے شام	شعبہ اشاعت	ویبینار(Webinar)
اکتوبر 10-1 / اکتوبر،منگل تا جمعرات	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
6-4 / اکتوبر،جمعہ تا اتوار	شوریٰ انصاراللہ اور نیشنل اجتماع	نیشنل مجلس انصاراللہ	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
6-5 / اکتوبر،ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
13-11 / اکتوبر،جمعہ تا اتوار	نیشنل اجتماع خدام اور اطفال	مجلس خدام الاحمدیہ	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
12 / اکتوبر،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ساؤتھ ورجینیا
13 / اکتوبر،اتوار	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
14-12 / اکتوبر،ہفتہ تا پیر	کولمبس ڈے لانگ ویک اینڈ		وفاقی تعطیل
27-26 / اکتوبر،ہفتہ تا اتوار	نیشنل تعلیم القرآن اور وقفِ عارضی کانفرنس	شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی	غیر فیصلہ کن
نومبر 3-2 نومبر،ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
3 نومبر،اتوار	نیشنل ایجوکیشن ایکسیلنس ڈے	شعبہ تعلیم	جماعت
10-8 نومبر،جمعہ تا اتوار	مجلس شوریٰ لجنہ اماء اللہ	لجنہ اماء اللہ	مسجد محمود،ڈیٹرائٹ،مشی گن
9 نومبر،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن / زوم میٹنگ
10 نومبر،اتوار	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
16 نومبر،جمعرات تا اتوار	ریجنل وقفِ نَو اجتماعات۔16 ریجنز	شعبہ ریجنل وقفِ نَو	جماعت
28 نومبر تا یکم دسمبر،جمعرات تا اتوار	تھینکس گوِنگ (Thanksgiving) لانگ وِیک اینڈ		وفاقی تعطیل
دسمبر 10-1 دسمبر،اتوار تا منگل	صلوٰۃ عشرہ	شعبہ تربیت	جماعت
8-7 دسمبر،ہفتہ تا اتوار	لوکل جماعت،معاون تنظیموں کی سرگرمیاں	لوکل و تنظیمیں	جماعت
7 دسمبر،ہفتہ	نیشنل عاملہ میٹنگ	نیشنل جماعت	ان پرسن / زوم میٹنگ
7 دسمبر،ہفتہ	وقفِ جدید ویبینار(Webinar)،7EST بجے شام	شعبہ وقفِ جدید	ویبینار(Webinar)
8 دسمبر،اتوار	Qur'an Talks، 7 EST بجے شام	شعبہ تربیت	ویبینار(Webinar)
15-13 دسمبر،جمعہ تا اتوار	فضلِ عمر قائدین کانفرنس / اطفال ریفریشر کورس	مجلس خدام الاحمدیہ	مسجد بیت الرحمٰن،میری لینڈ
22-13 دسمبر،جمعہ تا اتوار	وصیت عشرہ	شعبہ وصایا	جماعت
14 دسمبر،ہفتہ	جامعہ انسپیریشن، اورینٹیشن کیمپ اور ورچوئل اوپن ہاؤس	شعبہ وقفِ نَو	آن لائن۔دورانیہ 3 گھنٹے
15 دسمبر،اتوار	اپنی تاریخ جانیے۔7:30-9:00 EST بجے شام	شعبہ اشاعت	ویبینار(Webinar)
15 دسمبر،اتوار	وصایا ویبینار	شعبہ وصیت	ویبینار(Webinar)
25 دسمبر،بدھ	کرسمس ڈے		وفاقی تعطیل
29-27 دسمبر،جمعہ تا اتوار	ویسٹ کوسٹ جلسہ سالانہ (ممکنہ تاریخ)	نیشنل جماعت	چینو، کیلیفورنیا

محفوظ قلعہ میں داخل ہونے کے لیے دعاؤں کی خصوصی تحریک

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ اگست 2024ء میں دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا

یہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا ایک رؤیا تھا کہ ان کو ایک بزرگ نے کہا کہ

اگر جماعت کا ہر فرد، ہر بڑا دو سَو دفعہ یہ درود شریف سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھے، درمیانی عمر کے افراد ایک سَو دفعہ اور بچے تینتیس تینتیس دفعہ پڑھیں اور جو چھوٹے بچے ہیں ان کو ان کے والدین تین چار دفعہ یہ خود پڑھوا دیں۔ اسی طرح سَو دفعہ استغفار کریں۔ مَیں اس میں یہ شامل کرتا ہوں کہ سَو دفعہ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کا بھی ورد کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو رؤیا میں یہی دکھایا گیا تھا کہ اگر یہ کروگے تو ایک محفوظ قلعے میں داخل ہو جاؤ گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

سَو دفعہ یہ درود شریف پڑھیں

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

سَو دفعہ استغفار کریں

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

سَو دفعہ وِرد کریں

مجھے آپ کی تلاش ہے!

1. کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں۔ اتنی محنت کہ تیرہ چودہ گھنٹے دن میں کام کر سکیں۔

2. کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں اتنا کہ کسی صورت میں آپ جھوٹ نہ بول سکیں آپ کے سامنے آپ کا گہرا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اس پر اظہار نفرت کیے بغیر نہ رہ سکیں۔

3. کیا آپ جھوٹی عزت کے جذبات سے پاک ہیں گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں۔ بوجھ اٹھا کر گلیوں میں پھر سکتے ہیں۔ بلند آواز سے ہر قسم کے اعلان بازاروں میں کر سکتے ہیں سارا سارا دن پھر سکتے ہیں۔ اور ساری ساری رات جاگ سکتے ہیں۔

4. کیا آپ اعتکاف کر سکتے ہیں جس کے معنیٰ ہوتے ہیں (الف) ایک جگہ دنوں بیٹھے رہنا (ب) گھنٹوں بیٹھے وظیفہ کرتے رہنا (ج) گھنٹوں اور دنوں کسی انسان سے بات نہ کرنا۔

5. کیا آپ سفر کر سکتے ہیں۔ اکیلے اپنا بوجھ اُٹھا کر بغیر اس کے کہ آپ کی جیب میں کوئی پیسہ ہو۔ دشمنوں اور مخالفوں میں ناواقفوں اور ناآشناؤں میں؟ دنوں۔ ہفتوں مہینوں؟

6. کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ بعض آدمی ہر شکست سے بالا ہوتے ہیں۔ وہ شکست کا نام سننا پسند نہیں کرتے وہ پہاڑوں کو کاٹنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ دریاؤں کو کھینچ لانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ اس قربانی کیلئے تیار ہو سکتے ہیں۔

7. کیا آپ میں ہمت ہے کہ سب دنیا کہے نہیں اور آپ کہیں ہاں۔ آپ کے چاروں طرف لوگ ہنسیں اور آپ سنجیدگی قائم رکھیں لوگ آپ کے پیچھے دوڑیں اور کہیں ٹھہر تو جا ہم تجھے ماریں گے اور آپ کا قدم بجائے دوڑنے کے ٹھہر جائے اور آپ اسکی طرف سر جھکا کر کہیں لو مار لو۔ آپ کسی کی نہ مانیں۔ کیونکہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں مگر آپ سب سے منوالیں کیونکہ آپ سچے ہیں۔

8. آپ یہ نہ کہتے ہوں کہ میں نے محنت کی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا۔ بلکہ ہر ناکامی کو اپنا قصور سمجھتے ہوں، آپ یقین رکھتے ہوں کہ جو محنت کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے اور جو کامیاب نہیں ہوتا اُس نے محنت ہرگز نہیں کی۔

9. اگر آپ ایسے ہیں تو آپ اچھا مبلغ اور اچھا تاجر ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں مگر آپ ہیں کہاں خدا کے ایک بندہ کو آپ کی دیر سے تلاش ہے۔ اے احمدی نوجوان! ڈھونڈ اس شخص کو اپنے صوبہ میں اپنے شہر میں اپنے محلہ میں اپنے دل میں کہ اسلام کا درخت مُرجھا رہا ہے اسی کے خون سے وہ دوبارہ سرسبز ہوگا۔

مرزا محمود احمد